عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۱۶ تا ۲۲ جمادی الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جنوری ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۴

صحابہ کرامؓ واقعات کی روشنی میں

شراب نوشی تمام مذاہب میں حرام ہے

طلاق شدہ عورت کا نکاح

جمعۃ المبارک کے مسنون اعمال

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

معذور کی نماز

س:...... مجھے گیس کی بیماری ہے، اکثر ہوا خارج ہو جاتی ہے اور وضو باقی نہیں رہتا۔ میری حالت یہ ہے کہ جب بھی وضو کرتا ہوں اور نماز پڑھنے کے لئے جائے نماز کی طرف آتا ہوں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، ایسے میں میرے لئے کیا حکم ہے کہ میں نماز کس طرح پڑھوں؟ اگر وضو کرکے نماز میں شامل ہو جاؤں تو دوران نماز ہی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ میں بہت پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ آپ برائے مہربانی کوئی حل بتادیں۔

ج:...... جس شخص کا کسی مرض کی وجہ سے وضو نہ ٹھہرتا ہو وہ معذور کہلاتا ہے اور معذور کے لئے شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کر لے اور اس وضو سے جتنی نماز پڑھتا رہے، قرآن پاک کی تلاوت کرے، اس خاص عذر کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اور جب نماز کا وقت ختم ہو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اب دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔ مثلاً کسی معذور نے فجر کے وقت وضو کیا تو جب سورج نکل آئے تو اس کا وضو ختم ہو گیا۔ سورج نکلنے کے بعد وضو کیا تو ظہر کا وقت ختم ہونے تک اس کا وضو رہے گا اور جب ظہر کا وقت ختم ہوا تو وضو بھی ختم ہو گیا۔ الغرض ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کر لیا کرے بس کافی ہے اس دوران اس خاص عذر کی وجہ سے تو وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن اس مرض کے علاوہ کوئی صورت پیش آئے وضو ٹوٹنے کی، تو وضو ٹوٹ جائے گا اور دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔ یہ تو معذور کے لئے حکم تھا۔ اب یہ فیصلہ کرنا کہ شریعت کی نظر میں کون معذور ہے اور کون معذور نہیں، اس کے لئے دو شرطوں کا سمجھنا ضروری ہے۔ ایک شرط معذور بننے کے لئے اور ایک شرط معذور رہنے کے لئے۔ معذور بننے کے لئے شرط یہ ہے کہ نماز کے پورے وقت میں اس کو اتنی مہلت نہ ملے کہ وہ فرض وضو کرکے فرض نماز پڑھ سکے اور معذور رہنے کے لئے شرط یہ ہے کہ نماز کے پورے وقت میں کم از کم ایک بار یہ عذر پیش آئے۔ اگر نماز کا پورا وقت گزر گیا اور اس کو یہ عذر پیش نہیں آیا تو یہ معذور نہیں ہے۔ فرض وضو سے مراد یہ ہے کہ وضو میں صرف ان اعضاء کو دھوئیں جن کا دھونا فرض ہے باقی سنتیں چھوڑ دیں اور فرض نماز سے مراد یہ ہے کہ معذوری کا پتہ لگانے کے لئے آپ جو نماز ادا کریں، اس میں نماز کے فرائض اور واجبات ادا کریں سنتیں چھوڑ دیں۔ اسی طرح نماز کا وقت بھی وہ منتخب کرے جس کا دورانیہ سب سے کم ہو ان قیود کا خیال کرکے کسی شخص کے بارے میں معذور ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے:

”شرط ثبوت العذر ابتداء ان یستوعب استمراره وقت الصلوة کاملاً..... وشرط بقائه ان لا یمضی علیه وقت فرض الا والحدث الذی ابتلیٰ به یو جد فیه ھکذا فی التبیین۔“ (فتاویٰ عالمگیری ص:۴۱، ج:۱)

واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۸ ۱۶ تا ۲۲ ربجمادی الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جنوری ۲۰۱۹ء شمارہ: ۴

اس شمارے میں!

شراب نوشی تمام مذاہب میں حرام ہے!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
جمعۃ المبارک کے مسنون اعمال	۹	مفتی محمد ثناء الرحمٰن
طلاق شدہ عورت کا نکاح	۱۱	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
صحابہ کرامؓ.... واقعات کی روشنی میں	۱۵	مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی
تھالی کا بینگن (۳)	۱۹	الحاج اشتیاق احمد مرحوم
ہمارے استاذ مولانا رشید اشرف سیفیؒ	۲۲	ابن الحسن عباسی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۲۴	ادارہ

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل، عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی

انعاماتِ الٰہی پر سوال

حدیث قدسی ۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا میں نے تجھ کو گھوڑے، اونٹ نہیں عطا کئے تھے کیا تجھ کو نکاح کے لئے عورت نہیں دی تھی اور کیا تجھ کو سردار بنا کر مال نہیں دیا تھا؟ بندہ کہے گا: اے رب! بے شک یہ سب کچھ دیا تھا ارشاد ہوگا، پھر ان باتوں کا شکریہ کہاں ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

حدیث قدسی ۴: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کیا تو نے مجھ سے بیماری میں تندرستی نہیں طلب کی تھی اور میں نے تجھ کو صحت نہیں عطا کی تھی اور کیا تو نے اپنی قوم کی اچھی بیوی نہیں طلب کی تھی اور میں نے تیرا نکاح اس سے نہیں کرا دیا تھا۔ (ابوالشیخ بیہقی)

یعنی جو جو نعمتیں مانگتا تھا کیا وہ سب تجھ کو نہیں دیتا تھا۔

حدیث قدسی ۵: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنی تقریر میں فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے فضل یعنی مال میں سے خیرات کر کے اپنے کو بچاؤ، ہو سکے تو ایک صاع سے یا صاع کے کچھ حصے سے، ایک کھجوروں کی مٹھی سے یا ایک کھجور کے ٹکڑے سے، تم میں ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والا ہے اور وہ اس سے کہنے والا ہے، کیا میں نے تجھ کو سنتا دیکھتا نہیں بنایا تھا، کیا میں نے صاحب مال و اولاد نہیں بنایا تھا، پھر تو نے کیا آگے بھیجا؟ یہ بندہ دائیں بائیں دیکھے گا، آگے پیچھے دیکھے گا اور کوئی چیز نہ پائے گا، پھر اس آگ سے نہ بچ سکے گا، جو اس کے منہ کے سامنے ہوگی، لوگو! آگ سے بچو۔ ایک کھجور کے ٹکڑے ہی کو خیرات کر کے بچو، یہ بھی نہ ہو سکے تو اچھی بات ہی کہو۔ (احمد طبرانی) روایت کو مختصر کر دیا ہے، صاع ایک پیمانے کو کہتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ جو ہو سکے صدقہ اور خیرات کے ذریعہ دوزخ سے نجات حاصل کرو۔

مسافر کی نماز (نماز قصر)

س:...... اگر کسی جگہ کوئی مسافر اپنے کسی مقصد کے لئے ٹھہرا ہوا ہو اور وہاں ٹھہرنے کی اس نے پندرہ دن کی نیت بھی نہ کی ہو، لیکن وہاں اس کا قیام پندرہ دن سے زائد ہو جائے تو ایسی صورت میں وہ نماز کس طرح ادا کرے یعنی قصر پڑھے یا مکمل ادا کرے؟

ج:...... شریعت کی تعلیم کے مطابق پندرہ دن کی نیت کرنے سے ہی مسافر مقیم بنتا ہے، لیکن اگر پندرہ دن کی نیت نہ کی ہو اور اس جگہ قیام کی مدت پندرہ دن سے بڑھ جائے پھر بھی وہ مسافر ہی رہتا ہے، لہٰذا اسے قصر نماز ہی پڑھنا ہوگی۔

س:...... دوران سفر قصر نمازیں کب سے پڑھنا ہوں گی؟

ج:...... سفر کرتے ہوئے جیسے ہی اپنے شہر کی حدود سے باہر نکل جائے اور اس کے بعد کسی نماز کا وقت ہو جائے تو اسی جگہ سے قصر نماز شروع ہو جائے گی ۷۸ کلو میٹر تک پہنچنا ضروری نہیں ہے، اس طرح سفر سے واپسی پر جب تک اپنے شہر کی حدود شروع نہ ہو جائیں اس وقت تک آنے والی نمازوں کو قصر ہی پڑھنا ہوگا۔

س:...... اگر کوئی شخص ملازمت کے حوالے سے ۷۸ کلو میٹر یا اس سے زائد جگہ ملازمت کے لئے جاتا ہے تو اس ملازمت کی جگہ پر وہ مکمل نماز پڑھے گا یا قصر کرے گا؟

ج:...... شرعی اصول کے مطابق اگر وہ کسی بھی وجہ سے چاہے وہ ملازمت ہی کیوں نہ ہو، وہاں پندرہ دن یا اس سے زائد ٹھہرنے کی نیت کرتا ہے تو وہ جگہ اس کے لئے وطن اقامت کہلائے گی اور اپنی اس نیت کی وجہ سے اپنی نمازیں مکمل پڑھے گا، اس جگہ اسے قصر پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

شراب نوشی تمام مذاہب میں حرام ہے!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حکمران جماعت ''پاکستان تحریک انصاف'' کے ایک غیر مسلم معزز رکن ڈاکٹر رمیش کمار نے قومی اسمبلی میں ایک بل پیش کیا کہ آئین میں ہے: ''غیر مسلم اقلیتیں اپنی مذہبی رسومات اور تہواروں میں شراب استعمال کرسکتی ہے۔'' انہوں نے کہا کہ: ''شراب تمام مذاہب میں حرام اور ناجائز ہے۔'' غیر مسلم اقلیتوں کے نام پر شراب کی فروخت کی اجازت یا پرمٹ دینا، اس سے ہماری توہین ہوتی ہے، لہٰذا شراب پر مکمل پابندی لگائی جائے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ قومی اسمبلی کے تمام اراکین اس بل کو سنجیدگی سے لیتے اور شراب پر مکمل طور پر پابندی کے اس بل کو اتفاق رائے سے منظور کرتے۔ اُلٹا ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی نے اس بل کو ووٹنگ کے ذریعہ مسترد کروادیا اور وفاقی وزیر اطلاعات نے اس کے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں کہا کہ فاضل رکن نے سستی شہرت کے حصول کے لئے یہ بل قومی اسمبلی میں پیش کیا، اور صرف یہی نہیں بلکہ کہا کہ: ''آج شراب پر پابندی لگادیں تو پھر کہیں گے کہ عورتوں کے باہر نکلنے پر پابندی لگائیں اور پھر کہیں گے کہ غیر مسلموں پر جزیہ لگائیں۔ جس نے شراب پینا ہے وہ پیے اور جس نے نہیں پینا وہ نہ پیے۔''...... نعوذ باللہ من ذلک۔

برصغیر پر جب انگریز نے زور زبردستی اور جبر وقہر کے ذریعہ تسلط جمالیا تو جہاں اور بہت ساری بیماریاں اور خرابیاں اس ملک میں پھیلائیں تو وہاں پر ہر غلط کام کرنے کے لئے حکومت کی اجازت، اس سے لائسنس اور پرمٹ لینے کو بھی لازمی قرار دیا۔ حرام کاری کا پرمٹ، جوئے اور سٹے کا پرمٹ، غرض یہ کہ ہر غلط کام پرمٹ لینے اور اجازت لینے سے صحیح ہوجاتا۔ اسی طرح شراب جیسی حرام چیز کی خرید وفروخت بھی پرمٹ کے ساتھ مشروط کردی گئی۔ اس وقت سے آج تک اس پرمٹ کی آڑ میں اس کی خرید وفروخت کی اجازت دی گئی ہے۔

پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے صوبہ سرحد کے وزیراعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہٗ نے اپنے صوبہ میں شراب نوشی اور اس کی خرید وفروخت پر پابندی لگائی، بعد میں اس وقت کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۹ء میں پورے ملک میں پابندی لگادی۔ اس کے بعد آنے والے حکمران اور صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے یہ کہہ کر کہ: ''غیر مسلم اقلیتیں اپنی مذہبی رسومات اور تہواروں میں شراب استعمال کرسکتی ہیں۔'' اس کی غیر مسلموں کے لئے خرید وفروخت اور شراب نوشی کی اجازت دے دی۔

اس کے بعد سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سجاد علی شاہ صاحب نے پورے سندھ میں شراب کی خرید وفروخت پر پابندی لگائی تو آگے چل کر اس کی اپیل کی سماعت کے بعد سپریم کورٹ نے اس پابندی کو ختم کردیا۔ پاکستان دنیا کے چھپن اسلامی ممالک میں وہ واحد ملک ہے جہاں شراب بنانے کی قانونی اجازت ہے۔ پاکستان میں شراب بنانے کی تین بڑی فیکٹریاں راولپنڈی، کراچی اور کوئٹہ میں واقع ہیں جنہیں قانونی طور پر ملکی آبادی

کے تین فیصد یا پچاس لاکھ غیر مسلم شہریوں کو گورنمنٹ کے جاری کردہ پرمٹ کے تحت شراب بنانے اور بیچنے کی اجازت ہے۔

اب شراب کے پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں اور شرط یہ ہے کہ ہر وہ غیر مسلم شخص جو اکیس سال کی عمر سے تجاوز کر چکا ہے، وہ ہر ماہ باقاعدہ شراب کی پانچ بوتلیں حاصل کرسکتا ہے۔اور کسی غیر مسلم کو اگر شراب کی خرید وفروخت کا پرمٹ اور اجازت نامہ لینا ہے تو اس کے لئے اپنے مذہبی رہنما کا تصدیق نامہ پیش کرنا ضروری ہے۔توجہ طلب امر یہ ہے کہ اگر اقلیتیں اپنی مذہبی رسومات میں باجازت مذہب وریاست شراب کا استعمال کرسکتی ہیں تو اس کی فروخت مارکیٹ میں کیوں ہورہی ہے؟اس کے پرمٹ مسلمانوں کو کیوں دیئے جارہے ہیں؟اوران فیکٹریوں میں مسلمان نوکر کیسے کام کرتے ہیں؟

پنجاب اسمبلی میں اقلیتی رکن پیٹر گل نے اسپیکر بیرسٹر عثمان ابراہیم سے کہا تھا کہ:

’’پاکستان کے امیر مسلم افراد غریب عیسائیوں کو ملازم رکھ کر شراب کے پرمٹ ان کے نام بنواتے ہیں اور پھر ان پرمٹوں پر حاصل ہونے والی شراب کو خود استعمال کرتے ہیں۔‘‘(شراب اقلیتیں اور آئین پاکستان،ص:۲۸۳)

مزید لکھا ہے کہ:دولت مند شخصیات نے ملازمین کو صرف شراب لانے کے لئے ملازمت دی ہوتی ہے،ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اقلیت کو ڈھال بنا کر شراب کا کاروبار کیا جارہا ہے۔ہوٹلوں میں مسلمان افراد شراب فروخت کرتے ہیں اور شراب کے پرمٹ بھی مسلمان حضرات ہی جاری کرتے ہیں، لیکن ان کی ڈھال غیر مسلم اقلیتیں ہیں۔اسی طرح عالمی سطح پر اقلیتوں کو بدنام کیا جارہا ہے۔(ایضاً)

صوبہ پنجاب میں ۳۵ ہزار شراب کے پرمٹ ہولڈر ہیں، جن میں بائیس ہزار لاہور اور گردونواح کے لوگ ہیں۔بقیہ ملک میں ان کی تعداد اس پر مستزاد ہے۔ساٹھ فیصد مسلمان عیسائیوں اور پارسیوں کی آڑ میں شراب کا کاروبار کرتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عوام مخصوص تمدن، ثقافت، تاریخی ورثہ، فلسفۂ حیات، اخلاقیات، سیاسیات اور اقتصادیات کی حامل ہے، کیونکہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، اس کا مملکتی مذہب اسلام ہے۔اس کا دستور قرآن وسنت کے تابع ہے اور ان تمام امور کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر رکھی گئی ہے، اس لئے ضروریات دین کا علم وعقیدہ اور ان پر عمل ہر کلمہ گو مسلمان پر فرض ہے، مثلاً شہادتین کے بعد نماز، روزہ، زکاۃ اور حج جس طرح دین اسلام کے بنیادی مسائل ہیں جن کا جاننا بھی فرض اور عمل کرنا بھی فرض ہے۔اسی طرح شراب، جوا، سود، زنا، چوری وغیرہ کی حرمت بھی یقینی اور قطعی ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا علم ہونا اور اس کی حرمت کا قطعی عقیدہ رکھنا بھی فرض ہے اور ان سے بچنا واجب ہے۔

اسلام کے حلال وحرام کے دوسرے احکام جس طرح تدریجاً نازل ہوئے اسی طرح شراب کی حرمت بھی تدریجاً نازل ہوئی۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

’’یَسْأَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا إِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔‘‘ (البقرۃ:۲۱۹)

ترجمہ:’’تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا، کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی لوگوں کو اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدے سے۔‘‘

اس آیت میں بتایا گیا کہ ٹھیک ہے شراب میں اگرچہ کچھ نفع ہے، لیکن اس کا گناہ بہت زیادہ ہے۔اس کے کچھ عرصہ بعد یہ آیت نازل ہوئی:

’’یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ۔‘‘(النساء:۴۳)

ترجمہ:’’اے ایمان والو!نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو، یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو۔‘‘

اس سے شراب نوشی کی مزید ناپسندیدگی کا اظہار ہوگیا۔بہت سے صحابہ کرامؓ نے کہا کہ جسے پی کر ہم نماز کے قریب نہیں جاسکتے تو پھر اس کے پینے کا کیا فائدہ؟انہوں نے شراب نوشی بالکل ترک کردی، لیکن ابھی تک شراب نوشی کی ممانعت اور حرمت کا کوئی صاف اور واضح حکم نہیں آیا تھا، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعائیہ انداز میں فرمایا:’’اللّٰھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا۔‘‘(سنن النسائی، باب تحریم الخمر، ج:۵، ص:۶۱،

طبع: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب) ’’اے اللہ! شراب کے معاملہ میں ہمیں واضح حکم عطا فرما۔‘‘

سورۃ المائدۃ جو نزول کے اعتبار سے آخری سورت ہے، اس میں ام الخبائث کی قطعی ممانعت کا حکم اس عجیب وغریب ومؤثر انداز میں دیا گیا کہ اس کی حرمت وممانعت کی حکمت اور اس کی گندگی کا درجہ سب کچھ بیان کردیا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

’’یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ إِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ أَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ وَأَطِیْعُوا اللّٰهَ وَأَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَإِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۔‘‘ (المائدۃ:۹۰-۹۲)

’’اے ایمان والو! یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے سب گندے کام ہیں شیطان کے، سو ان سے بچتے رہو، تاکہ تم نجات پاؤ، شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیر بذریعہ شراب اور جوئے کے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے، سو اب بھی تم باز نہیں آؤ گے؟ اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو اور اگر تم (اس حکم سے) منہ موڑو گے تو جان رکھو کہ ہمارے رسول پر صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صاف صاف طریقے سے (اللہ کے حکم کی) تبلیغ کرے۔‘‘

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ اس آیت کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں:

’’دیکھیے! اس آیت کریمہ میں شراب کی حرمت کس مؤثر انداز سے بیان فرمائی ہے، کسی حرام اور ممنوع چیز کی حرمت کا اعلان اس انداز سے نہیں کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ ممانعت کی علت وحکمت بھی دینی ودنیوی دونوں پہلو سے بیان فرمادی، کسی تشریح وتفسیر کے بغیر صرف ترجمہ سمجھ کر اس آیت کو بار بار پڑھیے اور سوچئے کہ کتنا بلیغ پیرایہ بیان اختیار کیا گیا ہے۔ آیت کریمہ جن نکات پر مشتمل ہے، ذیل میں اجمالاً اس کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱:- خمر ومیسر کی شناعت وقباحت کو محسوس کرانے کے لئے انصاب وازلام کے ساتھ ان کا ذکر کیا گیا، یعنی بت پرستی کی قباحت جس طرح واضح ہے، ٹھیک اسی طرح شراب نوشی کی شناعت بھی کھلی ہوئی ہے۔ ۲:- ’’رجس‘‘ گندی چیز ہے، قابل نفرت ہے، ہر عقلمند کو نفرت کرنی چاہئے۔ ۳:- شیطانی عمل ہے، اس میں خیر کا نام تک نہیں، نہ ہی خیر کی توقع رکھنی چاہئے۔ ۴:- جب اتنی بری اور قبیح چیز ہے تو اس سے اجتناب چاہیے، اس کے قریب بھی نہ جانا چاہئے۔ ۵:- تمہاری فلاح دارین وبہبودی ہر پہلو سے اس سے بچنے پر موقوف ہے۔ ۶:- خمر ومیسر کے ذریعہ شیطان مومنین کے قلوب میں بغض وعداوت پیدا کرتا ہے، جن قلوب میں انتہائی محبت ومودت ہونی چاہیے، شیطان اس کے ذریعہ اس کو ختم کرتا ہے۔ ۷:- شراب نوشی اور جوئے کے سبب اللہ تعالیٰ کی یاد جو مسلمان کے لئے سب سے بڑی دولت ہے اس سے محرومی ہوتی ہے۔ ۸:- نماز جیسی نعمت جو ایمان کی سب سے بڑی علامت ہے اور دین کی عمارت کا بنیادی ستون ہے، اس سے شرابی غافل ہوجاتا ہے۔ ۹:- اتنی محسوس واضح برائیوں کے بعد کیا ایمان والے شراب نوشی سے باز نہیں آئیں گے؟ کیا کوئی عاقل ان خرابیوں کے بعد اس معصیت کے ارتکاب کی جرأت کرسکتا ہے؟ ۱۰:- کلمہ إنما قواعد بلاغت کی رو سے اس لئے لایا گیا کہ ان حقائق کے بدیہی ہونے کا دعویٰ کیا جائے، یعنی کسی عاقل کو شک وشبہ کی گنجائش ان میں نہیں، یہ حقائق اتنے یقینی ہیں کہ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہیں، پھر اس حکم کے آخر میں اللہ ورسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا، تاکہ حجت پوری کردی جائے کہ ان احکام کا ماننا فرض ہے، پھر آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا، اتنی صاف صریح ہدایات واحکام پر بھی اگر عمل نہ کریں تو پیغمبر اسلام کا منصبی فریضہ پورا ہوگیا۔‘‘

(بصائر وعبر، ج:۲، ص:۶۲-۶۳، طبع: مکتبہ بینات، کراچی)

خلاصہ یہ کہ شراب کی حرمت کو ایسے بلیغ اور مؤثر انداز میں بیان کیا گیا کہ اس کے سامنے ’’حرام‘‘ کا لفظ بہت ہیچ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ شراب کو اثم، رجس، اجتناب، انتہا، عملِ شیطان، سببِ بغض وعداوت، نماز وذکر اللہ سے غفلت کا باعث اور اللہ ورسول کی نافرمانی جیسی تعبیرات سے بیان کیا گیا،

جو کہ ایک لفظ ’’حرام‘‘ سے زیادہ موثر اور بلیغ ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی زبان میں کسی حکم کو بیان کرنے کے لئے اس کی صرف ایک تعبیر نہیں ہوتی، بلکہ کئی تعبیرات ہوتی ہیں۔ اس کی بے شمار مثالیں عربی میں موجود ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں شراب نوشی کو ایسا سنگین جرم قرار دیا گیا ہے کہ جسے پڑھ کر ایک مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، صحیح مسلم میں ہے:

۱:-’’عن جابر ...... قال کل مسکر حرام ان علی اللّٰہ عهدًا لمن یشرب المسکر أن یسقیه من طینة الخبال، قال عرق اهل النار او عصارة اهل النار۔‘‘ (مشکوٰۃ،ص:۳۱۷)

ترجمہ:...... ’’آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے عہد کر رکھا ہے کہ شراب پینے والوں کو دوزخیوں کے زخموں کی گندگی پلائی جائے گی۔‘‘

۲:-’’عن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من شرب الخمر لم یقبل اللّٰہ له صلوٰة اربعین صباحًا، فان تاب تاب اللّٰہ علیه، فان عاد لم یقبل اللّٰہ له صلوٰة أربعین صباحًا، فان تاب تاب اللّٰہ علیه، فان عاد فی الرابعة لم یقبل اللّٰہ لهٗ صلوٰة أربعین صباحًا، فان تاب لم یتب اللّٰہ علیه وسقاه من نهر الخبال۔‘‘ (مشکوٰۃ ص:۳۱۷)

ترجمہ:...... ’’جو شخص ایک بار شراب پئے اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے، اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی، دوبارہ شراب پئے تو پھر چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیں گے، سہ بار شراب پئے تو پھر اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی اور توبہ کر لے تو توبہ قبول ہوگی، اور اگر چوتھی بار شراب نوشی کا مرتکب ہو تو پھر اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی اور اب اگر توبہ بھی کرنا چاہے تو اندیشہ ہے کہ اس کی توفیق نہ ہو، بلکہ اسی جرم پر اس کا خاتمہ ہو، اور اللہ تعالیٰ اسے ’’نہر خبال‘‘ سے (جس سے دوزخیوں کی پیپ بہتی ہے) پلائیں گے۔‘‘

۳:-’’عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال لا یدخل الجنة عاق ولا قمار ولا منان ولا مدمن خمر۔‘‘ (مشکوٰۃ،ص:۳۱۸)

ترجمہ:...... ’’چار شخصوں کا داخلہ جنت میں ممنوع ہے، والدین کا نافرمان، جوئے باز، صدقہ کر کے جتلانے والا، اور شرابی۔‘‘

۴:-’’عن ابی امامة قال قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ان اللّٰہ تعالیٰ بعثنی رحمةً للعالمین وهدًی للعالمین، وامرنی ربی بمحق المعازف والمزامیر والاوثان والصلب وامر الجاهلیة وحلف ربی عز وجل بعزتی ولا یشرب عبد من عبیدی جرعة من خمر الا سقیته من الصدید مثلها ویترکها من مخافتی الا سقیته من حیاض القدس۔‘‘ (مشکوٰۃ،ص:۳۱۸)

ترجمہ:...... ’’اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین اور جہانوں کا ہادی بنا کر بھیجا ہے اور مجھے میرے رب نے گانے بجانے کے سامان، بتوں اور صلیبوں کے توڑنے اور امور جاہلیت کے مٹانے کا حکم فرمایا ہے اور میرے رب عز وجل نے قسم کھائی ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم! میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ پئے گا، میں اسی قدر اس کو پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ اس کو میرے خوف سے چھوڑ دے گا میں اسے بارگاہ قدس کے حوضوں کا آب طہور پلاؤں گا۔‘‘

۵:-’’عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال ثلثة قد حرم اللّٰہ علیهم الجنة، مدمن الخمر والعاق والدیوث الذی یقر فی اهله الخبث۔‘‘ (مشکوٰۃ،ص:۳۱۸)

ترجمہ:...... ’’اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں پر جنت حرام کر دی ہے شراب خور، والدین کا نافرمان، اور وہ دیوث، جو اپنے گھر میں گندگی کو برداشت کرتا ہے۔‘‘

باقی صفحہ۱۳ پر

جمعۃ المبارک کے مسنون اعمال

مفتی محمد ثناء الرحمٰن

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن صبح کی نماز سے قبل تین مرتبہ یہ استغفار پڑھے تو اس کے گناہ خواہ سمندر کے برابر کیوں نہ ہوں معاف ہو جائیں گے۔

”استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ۔“

جمعہ کے دن نماز کے لئے جلدی جانا:

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے، مسجد میں پہلے سے تین آدمی موجود تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چوتھا ہوں اور چوتھا بھی کوئی دور نہیں، یہ کہہ کر بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اللہ رب العزت کے قریب اسی ترتیب سے بیٹھیں گے جس ترتیب سے وہ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں آیا کرتے تھے۔

(ابن ماجہ ۱۰۹۴، الجمعہ ص ۴۷، دارالاشاعت)

امام کے قریب بیٹھ کر خطبہ سننا:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خطبہ کے وقت جلد حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو کیونکہ آدمی (بھلائیوں کی جگہ سے بلا عذر) جتنا دور ہو جاتا ہے، جنت میں داخل ہونے میں بھی پیچھے رہے گا۔ اگرچہ (بعد میں) جنت میں داخل ہو بھی جائے۔ (ابوداؤد)

تشریح: اس حدیث کے ذریعہ اس بات کی رغبت دلائی جا رہی ہے کہ ہمیشہ اعلیٰ امور اختیار کئے جائیں اور ادنیٰ چیزوں میں قناعت نہ کی جائے۔

مسلمانوں کے لئے جمعہ عید ہے:

حضرت عبیداللہ ابن سباق رحمۃ اللہ علیہ بطریق ارسال روایت کرتے ہیں کہ سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! یہ (جمعہ کا) وہ دن ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے (مسلمانوں کی) عید قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس دن غسل کرو اور جس شخص کو خوشبو میسر ہو اگر وہ اسے استعمال کرے تو کچھ حرج نہیں، نیز مسواک ضرور کیا کرو۔ (موطا امام مالکؒ)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ جب جمعہ کے دن آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے تو مسجد کے دروازے پر یہ دعا پڑھتے:

”اللّٰھم اجعلنی اوجہ من توجہ الیک واقرب من تقرب الیک وافضل من سالک ورغب الیک“

ترجمہ: ”اے اللہ! اپنی طرف متوجہ ہونے والوں میں سب سے زیادہ متوجہ ہونے والا اور اپنے مقربین میں سب سے زیادہ تقرب والا بنا دیجئے اور سائلین اور راغبین میں مجھے سب سے افضل بنا دیجئے۔“

☆...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے بعد سورۂ اخلاص سات مرتبہ پڑھے پھر سورۂ فلق سات مرتبہ پڑھے اور سورۂ ناس سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اسے مصائب اور برائیوں سے محفوظ رکھے گا۔ ایک اور روایت میں اس کے ساتھ سورۂ فاتحہ بھی ہے۔ (ابن السنی ۱۳۲ الدعاء المسنون)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے بعد ایک سو مرتبہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ پڑھے گا، اس کے ایک لاکھ اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (ابن سنی ۱۳۲ رقم ۳۷۹، الدعاء المسنون: ۲۸۸)

☆...... جو شخص چاہے کہ روزی کی تنگی دور ہو اور رزق خوب فراوانی سے نصیب ہو اسے چاہئے کہ پابندی کے ساتھ جمعہ کی نماز فرض کے بعد بحالت تشہد قبلہ رخ بیٹھے بیٹھے ستر بار توجہ کے ساتھ پڑھے: ”المعطی ھو اللّٰہ“ اول آخر سات بار درود شریف پڑھے۔ (لطف اللطیف: ۶۷)

☆...... جو شخص جمعہ کے دن ستر بار یہ دعا پڑھے تو ان شاء اللہ دو جمعہ نہ گزرنے پائیں گے

کہ قرضے کی ادائیگی اور روزی میں برکت کے اثرات ظاہر ہوں گے۔

"اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک۔"

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان اسے پالے اور اللہ سے اس میں کوئی بھلائی مانگے تو اللہ اسے وہ چیز ضرور عطا کرتے ہیں کہ وہ ایک مختصری گھڑی ہے۔ (مسلم:۸۰۴۱)

وہ کون سی گھڑی ہے، علماء کرام نے فرمایا کہ وہ جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیان کا وقت ہے، اس وقت میں دل ہی دل میں بغیر ہاتھ اٹھائے دعا مانگ لے یا پھر جمعہ کے دن عصر کے بعد کا وقت ہے۔ اس لئے ان دونوں اوقات میں اللہ سے خوب دعائیں مانگی چاہئیں۔

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت:

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجو، جو ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ (القول البدیع:۱۰۱، الدعاء المسنون:۲۹۸)

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھے گا وہ قیامت کے اس قدر نور کے ساتھ آئے گا کہ اس کا نور تمام مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو کافی ہو جائے گا۔

☆...... ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے گا اللہ پاک اس کے اسّی سال کے گناہ معاف فرمادیں گے۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے یہ درود شریف ۸۰ مرتبہ پڑھ لے تو اس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف ہوں گے اور ۸۰ سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

"اللّٰھم صل علیٰ محمد ن النبی الامی وعلیٰ آلہ وسلم تسلیما۔"

☆......حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد یہ درود شریف ۸۰ مرتبہ پڑھ لے تو اس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

"اللّٰھم صل علیٰ محمد ن النبی الامی وعلیٰ آلہ وسلم تسلیما۔"

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد اس درود شریف کا اپنی جگہ بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے لیکن اگر کسی سے چھوٹ جائے اور وہ اپنی جگہ سے اٹھ بھی جائے لیکن پڑھ لے تو بھی اس کو ثواب ان شاء اللہ! مل جائے گا۔

☆......ابن عبدالحکیؒ نے بیان کیا کہ میں نے ابوالفضل القومائی سے سنا کہ خراسان سے ایک شخص آیا، اس نے کہا کہ میں نے خواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، اس وقت میں مسجد نبوی میں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ہمدان جاؤ تو ابوالفضل بن زیرک کو میرا سلام پہنچا دینا، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کس وجہ سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہر جمعہ کو مجھ پر سو مرتبہ یا اس سے زائد یہ درود پڑھتا ہے:

"اللّٰھم صل علیٰ محمد ن النبی الامی وعلیٰ آل محمد جزی اللہ محمداً صلی اللہ علیہ وسلم عنا ماھو اھلہ۔"

☆......ایک حدیث میں نقل کیا گیا کہ جو شخص سات جمعوں تک ہر جمعہ کو سات مرتبہ اس درود کو پڑھے، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے:

"اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد صلوۃ تکون لک رضی ولحقہ اداءً واعطہ الوسیلۃ والمقام المحمود ن الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ھو اھلہ واجزہ عنا من افضل ماجزیت نبیاً عن امتہ وصلِ علیٰ جمیع اخوانہ من النبیین والصالحین یا ارحم الراحمین۔"

(فضائل درود شریف:۴۵)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھے گا، وہ جب تک دنیا میں اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے گا، اس وقت تک اسے موت نہ آئے گی۔

☆......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے زید بن وہبؒ سے کہا: دیکھو جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنے کو نہ چھوڑنا، یہ درود پڑھا کرو:

"اللّٰھم صل علیٰ محمد ن النبی الامی۔" (الدعاء المسنون:۶۷۰)

پہلی روایت میں کسی خاص درود شریف کی قید نہیں ہے، اس لئے بہتر تو یہ ہے کہ مندرجہ بالا درود شریف ہی پڑھا جائے لیکن اگر کوئی سا بھی درود پڑھنے کا اہتمام کرلے تو امید ہے وہ بھی اس فضیلت سے محروم نہیں رہے گا۔

☆☆..................☆☆

طلاق شدہ عورت کا نکاح

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

انسانی سماج کی تشکیل خاندان سے ہوتی ہے اور خاندان نکاح سے وجود میں آتا ہے، نکاح سے صرف میاں بیوی ہی کا رشتہ پیدا نہیں ہوتا، بلکہ دادیہالی، نانیہالی اور سسرالی خاندان بھی دراصل اسی رشتہ کا پھیلاؤ اور اس کی سایہ دار شاخیں ہیں، اسی لئے انسانی زندگی میں نکاح کی بڑی اہمیت ہے، اس لئے اسلام میں نکاح کی بڑی ترغیب دی گئی ہے، اور تجرد کی زندگی کو اسی قدر ناپسند کیا گیا ہے۔

نکاح کے ذریعہ جو رشتے وجود میں آتے ہیں، جیسے والدین اور اولاد وہ قدرتی اور فطری ہوتے ہیں، ان رشتوں کا وجود میں آنا اور باقی رہنا انسان کی رضامندی اور خوشنودی پر موقوف نہیں ہے، یہاں تک کہ انسان ان رشتوں کو ختم کرنا بھی چاہے تو نہیں کرسکتا، لیکن خود نکاح ایسا رشتہ ہے جو انسان کی باہمی رضامندی اور اس کے اپنے ارادہ و اختیار سے وجود میں آتا ہے، قاعدہ ہے کہ جو کسی رشتہ کو وجود میں لاسکتا ہے وہ اس رشتہ کو ختم بھی کرسکتا ہے، اس لئے نکاح کے ساتھ اس بات کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے کہ اگر نکاح سکون کی چھاؤں بننے کے بجائے نفرت کا زہر گھولنے لگے، تو مرد وعورت ایک دوسرے سے مناسب طریقہ پر علاحدگی اختیار کرلیں، اسی کا نام ''طلاق'' ہے۔ جیسے نکاح ایک فطری ضرورت ہے، اسی طرح طلاق بھی بعض حالات میں ضرورت بن جاتی ہے، طلاق کی مثال بالکل آپریشن کی سی ہے، آپریشن ایک ناگوار خاطر عمل ہے، لیکن بعض اوقات انسانی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ناگزیر ہوجاتا ہے، ایسے وقت میں آپریشن سے بہتر کوئی اور صورت نہیں ہوسکتی، اسی طرح ازدواجی رشتہ سکون اور طمانیت کی چھاؤں ہے، اور اس کا مقصد سفر زندگی کے سرد وگرم اور تلخ وشیریں حالات میں ایک دوسرے کی دلداری وغم خواری ہے، لیکن اگر زوجین کے درمیان ایسا بُعد پیدا ہوجائے کہ یہ رشتہ دل داری کے بجائے دل آزاری کا باعث بن جائے، تو اس رشتہ کو ختم کردینے میں ہی شوہر اور بیوی دونوں کی بھلائی ہوتی ہے، اسی لئے اسلام نے ایک ناپسندیدہ ضرورت کی حیثیت سے طلاق کی گنجائش رکھی ہے۔

دنیا کے دو بڑے مذاہب: ہندو اور عیسائی مذہب میں طلاق کی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے، ہندو مذہب میں بیوی کی حیثیت ایک طرح سے مملوکہ جائیداد کی ہے، اس لئے ملکیت اور وفاداری کا تقاضہ سمجھا گیا کہ وہ خواہی نہ خواہی اپنے آپ کو شوہر کے ساتھ جوڑے رہے، یہاں تک کہ اس وفاداری کا کمال یہ ہے کہ اگر شوہر کا انتقال ہو جائے تو اس کے ساتھ اپنے آپ کو نذر آتش کرلے اور اگر ایسا نہ کرسکے تو زندگی بھر بیوہ رہے اور خاندان میں ایک منحوس وجود کی حیثیت سے اپنے آپ کو باقی رکھے۔

بائبل میں حضرت مسیح علیہ السلام کا قول نقل کیا گیا ہے کہ: ''جسے خدا نے جوڑا ہے اسے کوئی نہ توڑے'' اس فقرہ سے عیسائی علماء نے یہ بات مستنبط کی کہ نکاح کے بعد پھر اس رشتے کو توڑا نہیں جاسکتا، حالاں کہ اس کی حیثیت محض ایک اخلاقی ہدایت کی تھی نہ کہ مستقل قانون کی، چناں چہ عیسائی مذہب میں نکاح کے بعد طلاق کا کوئی تصور نہیں، بعد کو چل کر جب لوگوں نے محسوس کیا کہ اگر عورت زنا کی مرتکب ہو تو میاں بیوی میں تفریق کردی جائے گی، اور پھر زنا کی دو قسمیں کی گئیں، جسمانی زنا یعنی بدکاری اور روحانی زنا یعنی عیسائیت سے ارتداد، لیکن یہ تفریق بھی صرف اس حد تک ہوتی کہ زوجین ایک دوسرے سے علاحدہ ہوجائیں، لیکن عورت کو دوسرے نکاح کی اجازت نہیں ہوگی، گویا عیسائی مذہب میں بھی مطلقہ کے نکاحِ ثانی کا کوئی تصور نہیں۔

اسی پس منظر میں چند سال پہلے ایک غیر معمولی خبر یہ آئی کہ برطانیہ کے شہزادہ چارلس نے اپنا دوسرا نکاح مطلقہ خاتون سے کیا ہے، یہ شہزادہ کا ایسا جرم تھا کہ برطانیہ کے قصر شاہی میں ملکہ نے ان کی تقریب نکاح رکھنے سے انکار کردیا، اور جب یہ جوڑا تفریح کے لئے امریکہ گیا تو صدر امریکہ جناب بش نے صاف طور پر کہا کہ ان کے استقبال کے لئے وہائٹ ہاؤس کا دروازہ بند ہے، گویا برائی اور بدکاری کوئی عیب نہیں ہے؛ لیکن قانونی رشتہ اتنا بڑا عیب ہے جس کو کسی طور پر برداشت نہیں کیا جاسکتا، مغرب اپنے آپ کو ایک ترقی یافتہ معاشرہ قرار دیتا ہے، لیکن دوسری طرف

فکر وخیال کی پستی اور قانونِ فطرت سے بغاوت کا یہ حال ہے کہ آج بھی مطلقہ سے نکاح کو عیسائی روایت کی بنیاد پر مذموم سمجھا جاتا ہے، کیا یہ عمل انصاف اور فطرت کے تقاضوں کے مطابق ہے کہ مطلقہ عورت بے آبرو ہو اور اپنی عفت و پاک دامنی کا سودا کرے تو یہ تذلیل قابل قبول ہے؟ اور وہ اپنا نیا گھر بسائے تو اس کی اجازت نہ ہو؟

ہندو معاشرہ میں بھی مطلقہ اور بیوہ کو منحوس سمجھا جاتا ہے اس لئے جب کوئی عورت شوہر کی موت یا کسی اور وجہ سے تنہا ہو جاتی ہے، تو اسے ہمیشہ تنہائی اور کسمپرسی ہی کی زندگی گذارنی پڑتی ہے، یہ صورتِ حال عورتوں کے لئے سراسر نامنصفانہ ہے، اوّلاً تو یہ عورت کو مجبور اور غیر محفوظ بنا کر رکھنا ہے،شوہر بیوی کے لئے معاشی کفالت کا بھی ذمہ دار اور اس کی جان و مال اور عزت وآبرو کا محافظ بھی ہے،شوہر کی موجودگی خود اس کے لئے بہت بڑا حصار ہے، دوسرے قدرت کی طرف سے انسان میں جو صنفی جذبات رکھے گئے ہیں، عورت کے ان جذبات کا قتل بھی ہے، جب کہ نفسیاتی طور پر ایک ایسی عورت جو ازدواجی زندگی گذار چکی ہو، ان جذبات کا زیادہ احساس و ادراک رکھتی ہے، تیسرے یہ غیر فطری زندگی عورت کو غلط راستہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے،اور اس سے نہ صرف اس عورت کی عزت پامال ہوتی ہے؛ بلکہ سماج میں بھی گندگی پھیلتی ہے، اور اخلاقی بگاڑ کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

اسلام نے تجرد کی زندگی کو ناپسند کیا ہے،خواہ کنوارے مرد وعورت ہوں یا وہ پہلے شادی شدہ رہ چکے ہوں اور اب تجرد کی حالت میں ہوں، قرآن مجید نے خاص طور پر حکم دیا ہے کہ جو مرد بغیر بیوی کے ہوں یا عورتیں بغیر شوہر کے، ان کے نکاح کردو: "وانکحوا الایامیٰ منکم" (نور:۳۲) اس کے مخاطب سرپرست اور اہل خاندان بھی ہیں اور سماج کے لوگ بھی، بعض دفعہ کسی کی بیوی کا انتقال ہو جاتا ہے یا شوہر کی وفات ہو جاتی ہے اور مرد وعورت اولاد کی وجہ سے دوسرا نکاح کرنے میں حیا محسوس کرتے ہیں، حالاں کہ وہ اس کے ضرورت مند اور خواہش مند ہوتے ہیں، ان حالات میں خاندان کے ذمہ دار لوگوں کا فریضہ ہے کہ وہ خود کھڑے ہوں اور اس فریضہ کو انجام دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجرد کی زندگی کو بہت ہی ناپسند فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے،اور جس کو میری فطرت پسند ہو اسے چاہیے کہ وہ میری سنت اختیار کرے۔ (مجمع الزوائد: ۴/۲۵۲) ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے جو لوگ تجرد کی زندگی گزار رہے ہوں وہ بدترین لوگ ہیں: "شرار کم عزابکم" روایتوں میں انہیں شیطان کا بھائی قرار دیا گیا۔ (دیکھئے: حوالہ سابق: ۴/۲۵۰) ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نکاح کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور نکاح نہ کرے، وہ مجھ میں سے نہیں۔ "من کان موسرا لان ینکح ثم لم ینکح فلیس منّا۔" (حوالہ سابق: ۴/۲۵۲)

یہ ہدایات جیسے کنوارے مردوں اور عورتوں کے لئے ہیں، اسی طرح ان مردوں اور عورتوں کے لئے بھی ہیں جو ازدواجی زندگی گزارنے کے بعد کسی وجہ سے اپنے رفیق حیات سے محروم ہو گئے ہوں، پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت مجموعی گیارہ نکاح فرمائے ہیں، ان میں سوائے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب کی سب بیوہ یا مطلقہ تھیں، ان میں متعدد ازواج وہ تھیں جو ایک سے زیادہ ازواج سے گزر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تھیں، خود اُمّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی ہی ازواج میں سے تھیں، ان کے پہلے شوہر عتیق بن عائذ مخزومی تھے، اور دوسرے ابو ہالہ۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبیدہ بن حارث اور جہم بن حارث کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل میں امت کے لئے اُسوہ ونمونہ رکھا گیا کہ سماج میں جو عورتیں مطلقہ اور بیوہ ہوں ان سے نکاح کرنے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہیے، اور نہ ان کو منحوس اور نامبارک تصور کرنا چاہیے، افسوس کہ غیر مسلم سماج سے متاثر ہونے کی وجہ سے بیوہ اور مطلقہ عورتوں کے ساتھ ناروا سلوک روا رکھا جاتا ہے اور ہر مطلقہ عورت کے بارے میں یہ بات فرض کر لی جاتی ہے کہ اس کی غلطی اور بدخلقی کی وجہ سے طلاق کی نوبت آئی ہوگی، حالاں کہ اکثر واقعات میں میاں بیوی کی علاحدگی میں نامناسب رویہ ان مردوں کا ہوتا ہے جو اپنی بیوی کے حقوق سے غافل اور بے پروا ہوتے ہیں، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کے ساتھ حقارت آمیز اور نامنصفانہ برتاؤ ظلم و جور بھی ہے اور بہت سی سماجی برائیوں کی جڑ ہے، لیکن حیرت ہے کہ ہندو پاک کی اَن پڑھ اور توہمات کی اسیر عوام پر ہی نہیں بلکہ مغرب کے "ترقی یافتہ ترقی پسند معاشرہ" پر بھی ہے کہ ان کے یہاں گناہ تو کوئی عیب نہیں، لیکن انسان کی ایک فطری ضرورت آج بھی عیب شمار کی جاتی ہے! ☆☆

بقیہ:...... اداریہ

۶:-’’عن دیلم الحمیری قال قلت لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: یا رسول اللّٰہ! إنا بأرض باردة ونعالج فیھا عملاً شدیدًا وانا نتخذ شرابًا من ھذا القمح نتقوی بہ علیٰ اعمالنا وعلیٰ برد بلادنا، قال: ھل یسکر؟ قلت: نعم! قال: فاجتنبوہ. قلت: ان الناس غیر تارکیہ. قال: ان لم یترکوہ قاتلوھم۔‘‘ (مشکوٰۃ،ص:۳۱۸)

ترجمہ:......’’ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم لوگ سرد علاقے کے باشندے ہیں اور محنت بھی بہت کرتے ہیں، سردی اور مشقت کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم گیہوں سے ایک مشروب تیار کرکے استعمال کیا کرتے ہیں، فرمایا: کیا وہ نشہ آور ہوتی ہے؟ عرض کیا، جی ہاں! نشہ تو اس میں ہوتا ہے، فرمایا: تو پھر اس سے اجتناب لازم ہے، عرض کیا: لوگ تو اس کو ترک نہیں کریں گے، فرمایا: ایسے لوگوں سے جنگ کرو۔‘‘

۷:-’’عن وائل الحضرمی ان طارق بن سوید سأل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الخمر فنھاہ، فقال: انما اصنعھا للدواء! فقال: انہ لیس بدواء ولکنہ داء۔‘‘ (مشکوٰۃ،ص:۲۶۷)

ترجمہ:......’’حضرت طارق بن سویدؓ نے آنحضرت ﷺ سے شراب کشید کرنے کی بات کی تو آپ ﷺ نے منع فرمایا، انہوں نے عرض کیا کہ میں صرف علاج معالجہ اور دوا دارو کے لئے کشید کرنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ دوا نہیں، وہ تو بیماری ہے۔‘‘

۸:-’’عن عبدالرحمٰن بن عبداللّٰہ الغافقي وأبي طعمة مولاھم أنھما سمعا ابن عمر رضي اللّٰہ عنہ یقول: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لعنت الخمر علیٰ عشرة أوجہ: بعینھا وعاصرھا ومعتصرھا وبائعھا ومبتاعھا وحاملھا والمحمولة إلیہ وأکل ثمنھا وشاربھا وساقیھا۔‘‘ (باب لعنۃ الخمر علی عشرۃ أوجہ، سنن ابن ماجہ، ص:۲۴۲، ط: نور محمد کراچی)

ترجمہ:......’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: شراب کے معاملہ میں دس طرح لعنت کی گئی ہے: خود اس (شراب) کی ذات پر، اس کے نچوڑنے والے (رس نچوڑ کر شراب بنانے والے) پر، اس کے نچڑوانے والے (شراب بنوانے والے) پر، اس کے بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر، جس کے پاس لے جائی جائے اس پر، اس کی قیمت کھانے والے پر، اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر۔‘‘

شراب نوشی کی حرمت پر دوسرے مذاہب کیا کہتے ہیں، وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

۱:-(الف) ’’یہودی صحائف میں سب سے پہلی مرتبہ ’’مے‘‘ کا ذکر ’’شراب نوشی‘‘ شرم اور لعنت کے زمرے میں آیا ہے۔‘‘ (پیدائش ۹:۲۱)

(ب) یہودی صحائف میں خمیر شدہ مے کے بارے میں کئی سخت انتباہ پائے جاتے ہیں: ’’مے مسخرہ اور شراب ہنگامہ کرنے والی ہے اور جو کوئی ان سے فریب کھاتا ہے دانا نہیں۔‘‘ (امثال ۲۰:۱)

۲:-(الف) مسیحیت کی مقدس کتاب (بائبل مقدس) میں شراب کی ممانعت کی گئی ہے، مقدس یسعیاہ نبی کے صحیفے میں مرقوم ہے: ’’ان پر افسوس جو صبح سویرے اٹھتے ہیں، تاکہ نشہ بازی کے درپے ہوں اور جو رات کو جاگتے ہیں جب تک شراب ان کو بھڑکا نہ دے۔‘‘ (یسعیاہ ۵:۱۱)

(ب) ’’اہل مسیحیت میں ایسا شخص لعنتی وملعون ہے، جو نشہ بازی کرتا اور خاص کر شراب نوشی۔ ایسوں پر خدا کا عذاب، افسوس اور لعنت کا حکم عائد ہو چکا ہے اور جس شخص یا قوم پر خدا افسوس کرے تو کون اس کو مخلصی ونجات دے سکتا ہے؟ دنیا میں آج بھی بہت سے شرابی موجود ہیں جن کے لئے خدا افسوس اور غم کرتا ہے، کیونکہ خدا کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ لوگ توبہ کریں اور میں ان کو ابدی زندگی اور نجات مفت دوں۔ خداوند خدا مقدس سلیمان کے ذریعہ اپنے الہام کو نازل فرماتے ہیں: ’’تو شراب پر نظر مت کر کہ انجام کار وہ سانپ کی طرح کاٹتی اور بچھو کی طرح ڈنگ مارتی ہے۔‘‘ (امثال ۲۳:۳۱-۳۲)

(ج) شراب مسخرہ بنا دیتی ہے اور مست کرنے والی ہر ایک چیز کو آلودہ کرتی ہے جو اس کا فریب کھاتا ہے وہ دانش مند نہیں۔ (امثال ۲۰:۱۹)

(د) جو شخص شراب کی خواہش کر کے اس کو نوش کرتا ہے دنیا میں سب سے بڑا احمق شخص ہے۔’’شراب کی تلاش حاکموں کو شایاں نہیں، مبادہ وہ پی کر قوانین کو بھول جائیں اور کسی مظلوم کی حق تلفی کریں۔‘‘ (امثال ۳۱:۵۴)

(ہ)’’اور اگر کوئی بھائی کہلا کر حرام کار لالچی، بت پرستی اور گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو تم اس سے صحبت نہ رکھو، ایسوں کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا۔‘‘ (ا۔کرنتھیوں ۵:۱۱، ۶:۱۰)

اہل مسیحیت میں شراب پر نظر کرنا یا اس کی خواہش کرنا بھی حرام ہے۔ مسیحیت کے مطابق شرابی لعنتی اور ملعون ہے۔ مسیحیت کے مطابق شرابی احمق ہے۔ مسیحیت کے مطابق شرابی کے ساتھ سوشل بائیکاٹ کا حکم ہے۔ مسیحیت کے مطابق شرابی جہنمی ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قانون کے تحت یہ کہنا کہ ’’اقلیتیں اپنے مذہبی تہواروں اور رسومات میں شراب استعمال کر سکتی ہیں۔‘‘ یہ مسیحیت کے ساتھ سراسر ناانصافی کی گئی ہے، مسیحی ملت کو مذہبی رسومات میں اُم الخبائث کے استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ خداوند تعالیٰ نے نہ صرف مسیحی ملت بلکہ بنی نوع انسان کو اس لعنت عظمیٰ سے کوسوں دور رہنے کی تلقین فرمائی ہے اور یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ: ’’شرابی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ چاہے وہ کسی بھی مذہب و ملت کے ساتھ تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں۔‘‘

۳:۔ (الف) ہندوازم میں ہے کہ: ’’نشہ کرنے والا عقل کھو بیٹھتا ہے، یاوا گوئی کرتا ہے، اپنے آپ کو ننگا کرتا ہے اور ایک دوسرے سے لڑتا ہے۔‘‘ (رگ وید) (ب)’’شراب ایک غلاظت ہے، چنانچہ کسی مذہبی رہنما، کسی حکمران، یا کسی بھی عام آدمی کو شراب نہیں پینی چاہئے۔‘‘ (منوسمرتی) (ج)’’پاکستانی ہندو برادری کی ملک گیر نمائندہ تنظیم پاکستان ہندو کونسل کے سرپرست، ایم این اے ڈاکٹر رمیش کمار نے ہندو دھرم کی مذہبی کتاب شری مدبھگواتھ پرن کے اشکنڈ دوسرا، آدھیا سترہ، اشلوک اڑتیں، اننالیس، چالیس، اکتالیس کے حوالہ سے قومی اسمبلی کے ایک اجلاس میں کہا کہ ہندو دھرم میں شراب ممنوع ہے، خاص طور پر نیتاؤں لیڈران کو تو کسی صورت شراب پینا جائز نہیں ہے۔ (۲۰۱۶ء) ۴:۔ گرو صاحب ہمیں شراب کی بابت کیا بتاتے ہیں:

شری گرو گرنتھ صاحب ہمیں شراب نوشی سے منع کرتے ہیں:

(الف)’’شراب پینے سے عقل جاتی رہتی ہے اور انسان احمقانہ حرکات کرتا ہے۔‘‘ (ب)’’شراب پینے والا اپنے اور دوسروں میں امتیاز نہیں کر سکتا۔‘‘ (ج)’’وہ اپنے مالک اور آقا کے معیار سے گر جاتا ہے۔‘‘ (شری گرو گرنتھ صاحب، صفحہ نمبر:۵۵۴) (د)’’شراب ویسے بھی صحت پر برے اثرات ڈالتی ہے، ان میں سے چند ایک یہ ہیں: ۱:۔ معدے کا السر، ۲:۔ انتڑیوں میں گیس کی شکایت، ۳:۔ جسمانی شادابی کا ختم ہونا، ۴:۔ وزن کا بڑھ جانا، ۵:۔ مخصوص وٹرمینز اور منرلز کا اخراج، ۶:۔ ہائی بلڈ پریشر، ۷:۔ دل کے دورے کا خدشہ بڑھ جانا، ۸:۔ منہ کے کینسر کا خدشہ بڑھ جانا، ۹:۔ نرخرے کی بیماریاں، ۱۰:۔ گلے کی بیماری، ۱۱:۔ غذا کی نالی میں نقصان، ۱۲:۔ بڑی آنت کی بیماری (خاص طور پر مردوں میں)، ۱۳:۔ چھاتی کی بیماریاں وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ (حوالہ بالا)

اب فیصلہ حکومت پاکستان کو کرنا ہے کہ جب شراب کا پینا، پلانا اور خرید و فروخت اسلام کے علاوہ، یہودیت، عیسائیت، ہندومت، سکھ ازم اور پارسی حضرات کے نزدیک بھی حرام ہے تو اب اس پر پابندی نہ لگانے کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟ کیا حکومت کے لئے یہ سنہرا موقع نہیں تھا کہ ایک اقلیت سے تعلق رکھنے والے معزز رکن قومی اسمبلی کے پیش کردہ بل کو بنیاد بنا کر اس پر پابندی لگا دیتے اور باہر کی دنیا کو بھی کہا جا سکتا کہ اسلام میں تو شراب ہر اعتبار سے حرام ہے ہی، لیکن ہم نے اپنے ملک کے اقلیتی بھائیوں کے لئے چند شرائط کے ساتھ اجازت دے رکھی تھی، اب جب ان کا ہی مطالبہ اس پر مکمل پابندی کا آیا تو ہم نے اس کو منظور کر لیا۔ اس سے پاکستان اور موجودہ حکومت کی نیک نامی اور وقار میں اضافہ ہو جاتا اور کہا جا سکتا کہ پاکستان صحیح معنوں میں ریاست مدینہ کی طرف آغاز کر چکا ہے، لیکن ایسی نیک نامی کے حصول کا موقع اور مشورہ اور اس کی طرف پیش رفت کرانے کے لئے موجودہ وزیر اعظم کی ٹیم میں تو بظاہر کوئی نظر نہیں آتا۔ اللہ کرے کوئی مرد قلندر ان میں پیدا ہو جائے جو ان کو اس ’’مدینہ کی ریاست‘‘ پر گامزن کرانے کے لئے ان کی صحیح رہنمائی کرے، تا کہ ان کا کہا کسی حد تک سچا ثابت ہو جائے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

صحابہ کرامؓ ..... واقعات کی روشنی میں!

مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی

کچھ نمونے آج آپ کی خدمت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اور کچھ انہیں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنے والے تابعین عظام کے، کیسی تھی ان کی زندگی؟ کیا تھے ان کے حالات؟ کتنا تھا ان کے یہاں اہتمام عبادتوں کا؟ کتنا تھا خیال ان کو سنتوں کو اپنانے کا؟ کتنی تھی فکر ان کو آخرت کی؟ اور کیا حیثیت تھی ان کی نظروں میں دنیا کی؟

احتیاط کا ان کے کیا عالم تھا؟ رضائے الٰہی کا شوق ان پر کتنا غالب تھا؟ صبر ان کا کس پایہ کا تھا؟ وعدہ خداوندی پر انہیں کتنا یقین تھا؟ اجر و ثواب کے حصول کا جذبہ ان پر کتنا طاری تھا؟

دل ان کے کتنے صاف تھے؟ زبان ان کی کتنی پاک تھی؟ عزائم ان کے کتنے بلند تھے؟ خیالات ان کے کتنے اعلیٰ تھے؟ زندگی ان کی کتنی سادہ تھی؟ نظریں ان کی کتنی پاکیزہ تھیں؟ آخرت کی فکر ان پر کتنی غالب تھی؟ دنیا کا خوف ان پر کتنا طاری تھا؟ اخلاق کا ان کے کیا عالم تھا؟ نیتوں کا ان کی کیا معیار تھا؟

بزرگوں کی بزرگی اپنی جگہ، اولیاء کی ولایت کا اپنا مرتبہ اور صحابیت کا شرف تو اس کا کہنا ہی کیا، دیکھئے زبان نبوت ان کے بارے میں کیا کہتی ہے:

''میرے صحابہ کرامؓ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔''

''میں نہیں جانتا کہ اب کتنی مدت مجھ کو تمہارے درمیان رہنا ہے، چنانچہ میرے جانے کے بعد میرے بعد آنے والوں کی اقتدا کرنا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہتے ہوئے اشارہ فرمایا، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی طرف) اور عمار بن یاسر کے راستہ پر چلنا اور عبداللہ بن مسعود جو کچھ تم سے کہیں اس پر یقین کرنا۔''

آیئے! اب دیکھیں کتاب الٰہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں کیا کہتی ہے، ارشاد خداوندی ہے:

ا:... ''ویؤثرون علیٰ انفسھم ولوا کان بھم خصاصۃ۔'' (الحشر:۹)

ترجمہ: ''وہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں، ان کی ضرورتوں کو اپنی ضرورتوں پر مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔''

ایثار و قربانی کے ایک دو نمونے ملاحظہ ہوں:

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے: اے اللہ کے رسول! بھوک لگی ہے، رات کا وقت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے پاس پوچھواتے ہیں کہ کچھ کھانے کو ہے؟ جواب ملتا ہے: کچھ بھی نہیں ہے!، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: آج کی رات اس کی مہمان نوازی کون کرے گا؟ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں: اے اللہ کے رسول! میں کروں گا، گھر لے جاتے ہیں، کھانا اتنا مختصر کہ خود کھالیں یا مہمان کو کھلادیں، بیوی سے کہتے ہیں، بچوں کو کسی طرح سلادو اور چراغ گُل کر کے کھانا مہمان کے آگے لگادو، بیٹھیں گے ہم بھی لیکن کھانے کے لئے نہیں صرف یہ تاثر دینے کے لئے کہ کھانے میں ہم بھی شریک ہیں، کھانا کم ہے، اگر ہم بھی شریک ہوگئے تو مہمان کا پیٹ نہیں بھر پائے گا، چراغ گُل کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ مہمان شکم سیر ہوکر کھائے گا اور اسے یہ احساس نہیں ہو پائے گا کہ ہم نے کھانا نہیں کھایا۔'' (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیمار ہیں، انگور کھانے کی خواہش ہوتی ہے ایک درہم میں انگور کا ایک خوشہ خرید کر لایا جاتا ہے، ہاتھ میں وہ خوشہ آ بھی نہیں پاتا کہ ایک سائل آ پہنچتا ہے، حکم ہوتا ہے کہ انگور کا وہ خوشہ اس سائل کو دے دیا جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روزہ سے ہیں، گھر میں صرف ایک روٹی ہے جو افطار کے لئے بچا کر رکھی گئی ہے، دروازہ پر سائل صدا

لگا تا ہے، خادمہ کو حکم ہوتا ہے کہ روٹی اس کو دے دی جائے، خادمہ نے عرض کیا کہ آپ روزہ سے ہیں، سحری بھی بہت مختصر تھی، بغیر افطار کے آپ رات کیسے گزاریں گی؟ حکم ہوتا ہے پھر بھی دیدو۔

۲:... ''تتجافی جنوبھم عن المضاجع۔''(ان کے پہلو بستر سے الگ رہتے ہیں)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نمونہ ملاحظہ ہو:

''ضرار بن ضمر کہتے ہیں: رات کا اندھیرا پوری طرح پھیل چکا تھا، آسمان پر چمکتے ستارے بھی اپنے چہرے پر سیاہ نقاب ڈال چکے تھے، میں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد کی محراب میں کھڑے تڑپ رہے ہیں، بلک بلک کے رو رہے ہیں، گڑگڑا گڑا کر دعائیں مانگ رہے ہیں اور دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں، اے دنیا میں نے تجھ کو تین طلاق دیں، تعلقات کی بحالی کا اب کوئی امکان نہیں، عمر تیری بہت مختصر، زندگی تیری نہایت حقیر اور خطرہ تیرا بہت بڑا، آہ سفر کتنا طویل ہے راستہ کتنا ویران ہے اور زادِ سفر کتنا مختصر ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں، چہیتے داماد ہیں، ایمان لانے والے خوش نصیب بچوں کی فہرست میں سب سے اوپر آپ کا نام ہے، لیکن حال پھر بھی یہ ہے کہ رات کے اندھیرے میں، مسجد کے ایک گوشہ میں تنہائی کی حالت میں رب کریم کے سامنے گریہ وزاری کا یہ عالم ہے کہ سننے والے کا دل پھٹا جاتا ہے۔

۳:... ''اشداء علی الکفار۔''(وہ کفار کے مقابلہ میں سخت ہیں)۔

کفار کے مقابلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سخت ہونا ہر ہر موقع پر ثابت ہوتا رہا ہے، صلح حدیبیہ کے موقع پر تو خصوصیت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس صفت کا اظہار ہوا، باقی اس کی سب سے اعلیٰ مثال تو اس موقع پر سامنے آتی ہے جب بدر کے قیدیوں کا معاملہ صحابہ کرام کے سامنے لایا جاتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، رائے کے اظہار کا سب کو موقع دیا جاتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جب باری آتی ہے تو وہ کہتے ہیں، حضور! آپ مجھے اجازت دیں کہ ان قیدیوں میں اپنے سب سے قریبی رشتہ دار کا سر اپنی تلوار سے قلم کروں، حضرت علیؓ کو حکم دیں کہ وہ اپنے بھائی عقیل ابن ابی طالب کا سر تن سے جدا کریں، حضرت حمزہ کو اشارہ کریں کہ وہ ان قیدیوں میں سے اپنے بھائی کے خون سے اپنی تلوار کی پیاس بجھائیں۔

۴:... ''رحماء بینھم''(وہ آپس میں بڑے مہربان ہیں)۔

انصار و مہاجرین کے درمیان ہوئی مواخاۃ ''رحماء بینھم'' کا جیتا جاگتا ثبوت ہے، انصار نے اپنی ہر چیز میں مہاجرین کو شریک ہونے کی دعوت دی، مکان میں ان کو شریک کیا، جائیداد میں ان کو حصہ دار بنایا، کاروبار میں ان کو شامل کیا، یہاں تک کہ جن کے پاس ایک سے زائد بیویاں تھیں انہوں نے مہاجرین کے سامنے یہ پیشکش رکھی کہ اگر وہ ان میں سے کسی۔کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں تو ان کی خاطر وہ اپنی اس بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں تا کہ وہ اس سے نکاح کر سکیں اور یہ سب انہوں نے صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کیا۔

عبادات کا اہتمام:

نماز کا وقت ہے کسی وجہ سے نماز میں تاخیر ہوگئی تو اس کی سزا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو اس طرح دی کہ دو لاکھ درہم کا ایک باغ جو انہیں بہت عزیز تھا، صدقہ کر دیا۔

ان کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ بھی ایک مرتبہ اسی طرح کا واقعہ پیش آیا تو انہوں نے اس کی تلافی کی شکل یہ نکالی کہ اس دن پوری رات نماز پڑھتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے ہیں، باغ اتنا گھنا کہ دن میں بھی رات کا گمان، ایک چڑیا نہ جانے کیسے اندر آ گئی اور ایسی پھنسی کہ پھڑ پھڑاتی رہی لیکن نکل نہ سکی، چڑیا کے پھڑ پھڑانے سے حضرت طلحہ کی یکسوئی میں خلل پڑا، نماز میں جو خشوع ہوا کرتا تھا اس میں کچھ فرق آیا، کسی طرح نماز ادا کی اور فارغ ہوتے ہی باغ یہ کہہ کر صدقہ کر دیا کہ اس کی وجہ سے میری نماز میں خلل پڑا۔

احتیاط کا عالم:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گشت فرما رہے تھے، راستہ میں آپ کا گزر اونٹوں کی ایک چراگاہ سے ہوا ایک اونٹ آپ کو دوسرے اونٹوں کے مقابلہ میں کچھ زیادہ ہی فربہ نظر آیا، پوچھا: یہ اونٹ کس کا ہے؟ لوگوں نے بتایا: آپ کے صاحبزادہ عبداللہ کا، یہ سننا تھا کہ آپ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا، فوراً عبداللہ بن عمرؓ کو طلب کیا اور ان سے دریافت کیا یہ اونٹ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ انہوں نے جواب دیا: یہ اونٹ میں نے خریدا تھا اور اپنے پیسے سے خریدا تھا، اس وقت یہ

کمزور اور لاغر تھا، میں نے اس کو چراگاہ میں دوسرے اونٹوں کے ساتھ چرنے کے لئے بھیج دیا، دھیرے دھیرے یہ فربہ ہوتا گیا، میرا ارادہ اس کو بیچ کر کچھ نفع حاصل کرنا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ سن کر جلال آ گیا، آپ نے فرمایا: اس عوامی چراگاہ میں جب تمہارا اونٹ چرنے کے لئے آئے گا تو لوگ یہ سوچ کر کہ یہ خلیفۃ المسلمین کے صاحبزادہ کا اونٹ ہے، اس کا خاص خیال رکھیں گے، پہلے تمہارے اونٹ کو چرنے دیں گے، پہلے تمہارے اونٹ کو پانی پلائیں گے، اس طرح تمہارا اونٹ ان کے اونٹوں سے جلدی فربہ ہوگا اور اس کی قیمت ان کے اونٹوں سے زیادہ لگے گی، اس کے بعد انہوں نے اپنے صاحبزادہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے عبداللہ! اس اونٹ کو بیچ دو جتنی رقم میں تم نے اس کو خریدا تھا وہ رقم اپنی لے لو اور باقی زائد رقم بیت المال میں جمع کردو کیونکہ وہ تمہارا حق نہیں۔

نماز کا وقت ہے کسی وجہ سے نماز میں تاخیر ہوگئی تو اس کی سزا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو اس طرح دی کہ دو لاکھ درہم کا ایک باغ جو انہیں بہت عزیز تھا، صدقہ کر دیا۔

اتباع سنت کا حال:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جمع ہیں، مشورہ ہو رہا ہے، معاملہ تدوین قرآن کا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ مسئلہ لایا جاتا ہے تو آپ کی زبان پر یہ جملہ نکلتا ہے میں وہ کام کیسے کروں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا! لیکن پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی رائے کو درست سمجھ کر آپؓ نے عظیم الشان کام کی اجازت مرحمت فرمائی۔

منصب خلافت سنبھالنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو اعلانات کئے، ان میں سب سے پہلا اعلان یہ تھا کہ میں وہی کام کروں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کرکے دکھا گئے یا کرنے کا حکم دے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے جب کوئی معاملہ پیش کیا جاتا اور واضح طور پر کوئی نمونہ اس سلسلہ میں حیات طیبہ کا آپؐ کے سامنے نہ ہوتا تو آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لے جاتے، ایک ایک سے ملتے اور اس معاملہ کے سلسلہ میں نبوی طریقہ دریافت کرتے اور جب آپ کے سامنے اس سلسلہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بیان کیا جاتا تو فرماتے: اللہ کا شکر ہے کہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے محافظ ہیں۔

حب رسول کا نمونہ:

مہاجر بن ابی امیہ مخزومی کا ایک خط حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں پہنچتا ہے، خط کا مضمون کچھ اس طرح ہے:

"دو گانے والی عورتوں نے ایک گانا گایا، ان میں ایک نے اپنے گانے میں اشعار کے ذریعہ آقائے نامدار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جب کہ دوسری نے اپنے گانے میں مسلمانوں کو ہجو کا نشانہ بنایا۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی نرم مزاجی اور رحم دلی کے باوجود لکھا کہ حضور کی شان میں گستاخی کرنے والی وہ بدزبان عورت قتل کی مستحق تھی اور مسلمانوں کو ہجو کا نشانہ بنانے والی عورت معافی کی حق دار تھی۔

غزوۂ احد میں حضرت ابو دجانہؓ نے اپنی پشت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بنا دیا تھا، ان کی پشت پر تیروں کی بارش ہوتی رہی لیکن انہوں نے اس کو جنبش بھی نہ دی۔

صبر کا واقعہ:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے جب دمشق پہنچے تو پاؤں کی ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہوگئے جس کا علاج ہی یہ تھا کہ پاؤں کا وہ حصہ کاٹ دیا جائے، ورنہ خطرہ یہ تھا کہ مرض کہیں جسم کے اوپری حصہ تک سرایت نہ کر جائے۔ چنانچہ ولید بن عبدالملک کے حکم پر پاؤں کاٹنے والے کو بلوایا گیا، لوگوں نے حضرت عروہؓ سے درخواست کی کہ ہم آپ کو تھوڑی سی شراب پلا دیتے ہیں تاکہ آپ کو تکلیف کا احساس نہ ہو۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ نے جواب دیا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جس اللہ سے میں صحت و عافیت کی امید لگاؤں، اسی اللہ کی حرام کی ہوئی چیز اس موقع پر استعمال کروں؟

لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو نیند آور مشروب پلا دیتے ہیں اس سے بھی آپ کو تکلیف کا احساس کچھ کم ہو جائے گا۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ میرے جسم کا کوئی حصہ کاٹا جائے اور مجھے اس کی تکلیف کا احساس بھی نہ ہو کیونکہ پھر میں خدا سے اجر و ثواب کی امید

کس بات پر کروں گا؟ اس کے بعد حضرت عروہ بن زبیرؓ نے دیکھا کہ کچھ لوگ اندر آ کر ان کے پاس کھڑے ہوگئے انہوں نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیوں آئے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ جب آپ کا پیر کاٹا جائے گا تو یہ لوگ آپ کو پکڑے رہیں گے تاکہ آپ ہلیں نہیں، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یقین ہے کہ ان لوگوں کو مجھے پکڑنے کی ضرورت نہ پڑے گی، چھری سے ان کی ٹانگ کاٹی گئی، چھری جب ہڈی تک پہنچی تو اس نے کام کرنا چھوڑ دیا، چنانچہ آری منگائی گئی اور ہڈی آری سے کاٹی گئی، ٹانگ جب آری سے کاٹی جاری تھی تو حضرت عروہ بن زبیر کی زبان سے صرف ''لا الہ الا اللہ'' اور ''اللہ اکبر'' نکل رہا تھا۔ پھر لوہے کے ایک برتن میں تیل کھولایا گیا اور خون روکنے کے لئے ان کی ٹانگ کو اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا، تکلیف کی شدت سے حضرت عروہ بن زبیرؓ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، ہوش میں آئے تو چہرے سے پسینہ پوچھتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے: ''لقد لقینا من سفرنا ھذا نصباً'' (الکہف:۶۲)...اس سفر سے ہم بہت تھک گئے... حضرت عروہؓ نے ہوش میں آنے کے بعد جب ٹانگ کا وہ کٹا ہوا ٹکڑا دوسروں کے ہاتھ میں دیکھا تو اس کو ان سے مانگا، ہاتھ میں اس کو لیا، الٹ پلٹ کر دیکھا پھر اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے میرے جسم کا بوجھ تجھ پر لادا، میں اس ذات کو واسطہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے تجھ کو بھی کسی غلط راہ پر نہیں چلایا اور نہ کسی گناہ کی طرف میں نے تجھ کو بڑھایا۔

دولڑکے ہیں جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہیں، اس عمر کی امنگوں اور تمناؤں کا کیا کہنا، خواہشات و آرزوؤں کا کیا پوچھنا، لیکن ان کی صرف ایک ہی آرزو اور ایک ہی تمنا ہے کہ ابوجہل کو محبوب خدا سے دشمنی کا مزہ چکھانا ہے، دشمن اسلام کی تلاش ہے، لیکن پہچانتے نہیں، کان ضرور گناہگار ہیں، اس کا نام سننے کے لیکن آنکھیں محفوظ ہیں اس کے دیدار کی گناہ گار بننے سے، پوچھتے پوچھتے دونوں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے ہیں، اب آگے سنئے! حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زبان سے وہ کیا کہتے ہیں:

''میں صف میں تھا، دفعتاً مجھ کو دائیں بائیں دونو جوان نظر آئے، یہ دونوں عفراؓ کے بیٹے معوذ اور معاذ تھے، ایک نے مجھ سے کان میں پوچھا کہ ابوجہل کہاں ہے؟ میں نے کہا: برادر زادہ! ابوجہل کو پوچھ کر کیا کروگے؟ بولا کہ میں نے خدا سے عہد کیا ہے کہ ابوجہل کو جہاں دیکھ لوں گا یا اسے قتل کروں گا یا خود لڑ کر مارا جاؤں گا، میں ابھی جواب نہیں دینے پایا تھا کہ دوسرے نوجوان نے بھی مجھ سے کان میں یہی بات کہی، میں نے دونوں کو اشارے سے بتایا کہ ابوجہل وہ ہے، بتانا تھا کہ دونوں باز کی طرح جھپٹے اور دیکھتے ہی دیکھتے ابوجہل کو زمین پر گرادیا، ابوجہل کے بیٹے عکرمہ'' نے پیچھے سے آ کر معاذ کے بائیں شانہ پر تلوار ماری، جس سے بازو کٹ گیا، لیکن تسمہ باقی رہا، معاذ نے عکرمہ کا تعاقب کیا، لیکن وہ بچ کر نکلنے میں کامیاب ہوگیا، معاذ اسی حالت میں لڑ رہے تھے لیکن ہاتھ لٹکنے کی وجہ سے زحمت ہوتی تھی، ان کو یہ زحمت بھی گوارا نہ تھی انہیں وہ ہاتھ بھی قبول نہ تھا جو خدا کے راستے میں ان کے لئے رکاوٹیں کھڑی کر رہا ہے، انہوں نے اس ہاتھ سے اس طرح پیچھا چھڑایا کہ اس کو پاؤں کے نیچے دبا کر اس زور سے کھینچا کہ تسمہ الگ ہوگیا، اب وہ آزاد تھے۔

خدمت خلق کا جذبہ:

مدینہ میں ایک بزرگ اور نابینا خاتون اکیلی رہتی تھی۔ حضرت عمرؓ (ہونے والے خلیفہ) کو ایک مرتبہ یہ خیال آیا کہ ان کے گھر کے کاموں کو انجام دینے میں ان کی مدد کی جائے، لیکن صبح صبح جب وہ ان کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ گھر کی صفائی ستھرائی ہوچکی ہے، پانی کے مشکیزے بھرے پڑے ہیں، ضرورت کی تمام اشیاء اپنے ٹھکانے پر موجود ہیں، انہیں سخت حیرانی ہوئی کہ صبح سے قبل یہ کام کون کر گیا، بوڑھی خاتون سے دریافت کیا تو وہ بولیں بیٹا: مجھے نہیں معلوم کون خدا ترس آدمی جو یہ تمام کام فجر سے پہلے انجام دے جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ اگلے روز فجر سے قبل بوڑھی خاتون کے گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ (موجودہ خلیفہ) یہ تمام کام انجام دیتے ہیں، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوبکرؓ! خدا کی قسم! میں آپ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ☆☆

چڑیا کے پھڑ پھڑانے سے حضرت طلحہ کی یکسوئی میں خلل پڑا، نماز میں جو خشوع ہوا کرتا تھا اس میں کچھ فرق آیا، کسی طرح نماز ادا کی اور فارغ ہوتے ہی باغ یہ کہہ کر صدقہ کردیا کہ اس کی وجہ سے میری نماز میں خلل پڑا

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا

قسط:۳ الحاج اشتیاق احمد مرحوم

مناظرہ بازی:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں نے مل کر انگریز کا مقابلہ کیا تھا۔ تینوں قومیں چاہتی تھیں کہ کسی طرح انگریز کو اپنے ملک سے نکال باہر کریں۔ انگریز نے اس جنگ آزادی کو غدر (دھوکے) کا نام دیا۔ اس جنگ کی مرزا کے حوالے سے خاص بات یہ تھی کہ اس کے باپ نے اپنی طاقت سے بھی بڑھ کر انگریز حکومت کا ساتھ دیا تھا، پچاس گھوڑے اور سوار مہیا کئے تھے اور یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں لکھ رہے۔ خود مرزا نے اپنی ایک کتاب میں لکھی ہے۔ ویسے تو یہ پوری داستان جو آپ پڑھ رہے ہیں ہم مرزا کی کتب ہی سے ترتیب دے رہے ہیں۔ انگریزوں کی خدمات سرانجام دینے والے مسلمانوں کے خیرخواہ تو نہیں تھے، ان حالات میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس پر صرف حیرت ہی ظاہر کی جاسکتی ہے۔

مرزا نے ۱۸ سال تک انگریز کی خدمت کی۔ اپنے قلم سے ان کی تعریف پر تعریف کی، ان کی تعریف میں کتابیں لکھیں۔ اس سلسلے میں دو کتابیں تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں میں انگریز کی تعریف میں زمین آسمان ایک کردیئے۔ اس طرح انگریز حکومت نے یہ جان لیا کہ یہ خاندان تو واقعی ان کا وفادار ہے ان کا جاں نثار ہے، ان کے لئے کچھ بھی کرسکتا ہے۔ لہٰذا انگریز حکومت نے سوچا کہ اس خاندان کے ذریعے مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپا جاسکتا ہے، ادھر مرزا مالی پریشانیوں میں مبتلا تھا، انگریز نے اسے مالی سہارا دے کر اپنی مرضی کے مطابق کام لینے کی سوچی، لہٰذا اسے اشارہ دیا گیا کہ وہ نبی بننے کی تیاری شروع کردے۔

چنانچہ مرزا نے غیر مسلموں سے مناظرہ بازی شروع کی۔ پہلے ہندوؤں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی، پھر عیسائیوں سے مقابلہ بازی کی۔ اس طرح مرزا لوگوں میں مشہور ہونے لگا اور زیادہ مشہور ہونے کے لئے وہ لوگوں کو اپنے عجیب و غریب خواب سنانے لگا، لوگوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر بتانے لگا۔ خود لوگوں سے پوچھا کرتا تھا کہ تم نے کوئی خواب دیکھا ہو تو سناؤ میں اس کی تعبیر بتاؤں گا۔ اس دوران مرزا نے ایک کتاب لکھنے کا پروگرام بنایا۔ اس سلسلے میں اسے لاہور جانا پڑا۔ لاہور میں ان دنوں ایک ہندو پنڈت دیانند کی بہت شہرت تھی۔ وہ مسلمانوں سے مناظرے کیا کرتا تھا۔ لاہور پہنچ کر مرزا نے مناظروں کا یہ حال دیکھا تو اس نے بھی نعرہ لگایا: ہے کوئی جو مجھ سے مناظرہ کرے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب مرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا نہ نبوت اور وحی کی بات کی تھی، اس لئے مسلمان اس کے نعرے سن کر بہت خوش ہوئے، کیونکہ لوگ پنڈت دیانند اور چند عیسائی پادریوں کے ہذیان، جھوٹ اور فریب کاریوں سے بہت تنگ آئے ہوئے تھے، ان مناظروں میں عیسائی پادری بھی کود پڑے۔

اس مناظرے بازی سے مرزا نے کچھ شہرت حاصل کی، پھر قادیان چلا گیا۔ اب اس نے ایک کتاب لکھنے کا اعلان کیا اور یہ اعلان بھی کیا کہ وہ اس کتاب کی پچاس جلدیں لکھے گا۔ اس سلسلے میں لوگوں سے چندے کی اپیل کی گئی، بے تحاشا چندہ جمع کیا گیا۔ کتاب کے بارے میں لکھا گیا کہ قرآن کے مطابق لکھی جائے گی اور اس کے مطالعہ سے غیر مسلم اسلام قبول کریں گے۔ اس اعلان کی بنیاد پر لوگوں نے بڑھ چڑھ کر چندے دیئے۔ ایک اعلان مرزا نے یہ کیا کہ جو اس کتاب کے دلائل کو توڑے گا، اسے دس ہزار روپے دیئے جائیں گے۔ اب تو چاروں طرف سے چندہ آنے لگا۔

کتاب کی اشاعت سے پہلے ہی قیمت مقرر کردی گئی۔ اس میں بھی کئی بار تبدیلی کی گئی، پہلے پانچ روپے قیمت رکھی، پھر دس روپے، اس کے بعد پچیس روپے، لوگوں سے پچیس کی بجائے سو سو روپے وصول کیے گئے۔ مرزا نے اس کتاب کے اشتہار پر اشتہار شائع کئے، خوب پروپیگنڈا کیا۔ آخر کتاب کے چار حصے شائع کیے گئے۔ کتاب کا نام براہین احمدیہ رکھا۔ لوگ باقی

جلدوں کا انتظار کر رہے تھے، کیونکہ انہوں نے قیمت ادا کر رکھی تھی، لیکن ایک مدت تک کوئی اور جلد شائع نہ ہوئی۔ پہلا اور دوسرا حصہ ۱۸۸۰ء میں شائع ہوا تھا، تیسرا حصہ ۱۸۸۲ء میں اور چوتھا حصہ ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا، اس لحاظ سے پانچواں حصہ ۱۸۸۸ء میں آ جانا چاہئے تھا، لیکن پانچواں حصہ مرزا نے اپنی عمر کے آخری حصے میں ۲۳ سال بعد شائع کیا اور دعویٰ یہ تھا کہ اس کتاب کے پچاس حصے لکھوں گا۔ جب کہ صرف پانچ حصے لکھے، جب لوگوں نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب! آپ نے اعلان تو کیا تھا کہ پچاس حصے لکھیں گے، لکھے صرف پانچ یہ بھلا کیا بات ہوئی؟ کیا ایک مسلمان کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ کہے کچھ، کرے کچھ۔ پھر اس کتاب کے سلسلے میں آپ نے بے تحاشا چندہ وصول کیا ہے۔ لوگوں نے وہ چندہ پچاس جلدوں کے حساب سے آپ کو بھیجا تھا، لہٰذا یہ کیا بات ہوئی، اس کا جواب مرزا نے دیا وہ بھی مرزائیت کی پوری طرح عکاسی کرتا ہے۔ اس نے براہین احمدیہ کے پانچویں حصے کے دیباچے میں لکھا:

"پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا، مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے، اس لئے پانچ حصوں میں وہ وعدہ پورا ہو گیا۔"

آپ نے ملاحظہ فرمایا، مرزا کے یہ الفاظ آج بھی اس کتاب کے دیباچے میں موجود ہیں۔ عقل سے پیدل لوگ اسے پھر بھی نبی مانتے ہیں۔ جس نے یہ لکھا کہ پچاس اور پانچ میں ایک نقطے کا فرق ہے گویا پچاس جلدیں اور پانچ جلدیں برابر ہیں۔ اس میں کوئی فرق نہیں۔ ہمارا مشورہ ہے کہ مرزائیوں سے ہرگز کوئی لین دین نہ کریں، ورنہ آپ کے ہاتھ میں پانچ کا نوٹ تھما کر کہیں گے: لو بھئی! پچاس روپے.... پانچ میں اور پچاس میں بس ایک نقطے ہی کا تو فرق ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے مرزا نے یہ نعرہ لگایا:

"میں مجدد ہوں اور محدث بھی ہوں۔"

اس نے یہ نعرہ ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ میں بلند کیا، مجدد دین، دین میں نئی روح پھونکنے والے کو کہتے ہیں۔ حدیث کی روشنی میں ہر سو سال بعد مجدد پیدا ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مرزا نے جب یہ دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں اور محدث بھی ہوں تو س کے اس دعوے کو سب سے پہلے حکیم نورالدین نے تسلیم کیا۔ یعنی اس نے مرزا کو مجدد مان لیا اور محدث بھی۔ حکیم نورالدین کے بارے میں بھی سن لیجئے: جس زمانے میں مرزا سیالکوٹ کی کچہری میں نوکری کرتا تھا، انہی دنوں وہاں اس کی ملاقات حکیم نورالدین سے ہوئی تھی۔ مرزا نے عیسائیوں اور ہندوؤں کو جو مناظرے کے چیلنج دیئے تو اس کی شہرت حکیم نورالدین تک پہنچی، اس نے مرزا سے ملاقات کی، اس طرح دونوں ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔ مرزا نے جب براہین احمدیہ کی اشاعت کے سلسلے میں اعلانات کئے تو حکیم نورالدین نے اخراجات اپنے ذمہ لینے کا اعلان کیا۔ حکیم نورالدین نے دراصل مرزا کو اپنا پیر مان لیا تھا۔ جب اس نے مجدد اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے حکیم نورالدین نے اس کے دعوے کو مانا، گویا اس نے مرزا کو مجدد اور محدث مان لیا، اب مرزا مجدد کی حیثیت سے لوگوں کو اپنا مرید بنانے لگا۔ مرید بننے کی کچھ شرائط تھیں، ایک شرط یہ تھی کہ وہ ہمیشہ انگریزوں کا وفادار رہے گا، گویا مرزا کا مرید بننے کے لئے انگریز کا وفادار ہونا لازمی شرط تھی۔ کیا یہ بات عجیب ترین نہیں اور اس پر غور کیا جائے تو کیا یہ بات واضح نہیں ہو جاتی کہ یہ سب کچھ انگریز کے اشارے پر ہو رہا تھا، پھر مرزا کا یہ اعلان سامنے آیا، اس نے اپنی ایک کتاب میں لکھا:

"محدث ایک طرح سے نبی ہی ہوتا ہے۔"

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مرزا نے نبی بننے کا پروگرام پہلے ہی ترتیب دے لیا تھا بلکہ اس نے کیا ترتیب دیا تھا، انگریز نے ترتیب دے کر پروگرام اس کے ہاتھ میں تھما دیا تھا کہ اس طرح آگے بڑھنا ہے۔ لہٰذا پہلے کہا: میں مجدد ہوں، میں محدث ہوں پھر کہا: محدث ایک طرح سے نبی ہوتا ہے۔ ایک ایک قدم آگے اٹھانے کا مطلب یہ تھا کہ اندازہ ہو جائے لوگ کس حد تک مخالفت کرتے ہیں اور مخالفت ہوئی، لیکن حکومت انگریز کی تھی، انگریز کی حکومت نے مرزا کی مدد کی، حفاظت کی، اس لئے مرزا اپنا کام جاری رکھنے میں ناکام نہیں ہوا، کام جاری رہا، پھر ۱۸۹۱ء میں مرزا نے ایک اور اعلان کیا، اعلان یہ تھا کہ:

"میں مثیل مسیح ہوں۔"

یعنی میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسا ہوں یا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نمونہ ہوں، پھر مرزا نے اپنی کتاب ازالۂ اوہام میں واضح طور پر لکھا کہ میں مسیح موعود نہیں ہوں یعنی میں وہ عیسیٰ نہیں ہوں، جس کی آمد کا وعدہ کیا گیا ہے بلکہ میں تو صرف مثیل مسیح ہوں، لیکن اسکے فوراً بعد اپنی کتابوں میں لکھا: "میں ہی وہ مسیح موعود ہوں اور یقیناً سمجھ لو کہ

نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہوں۔“

اب ترتیب ملاحظہ ہو: میں مجدد ہوں، میں محدث ہوں، میں مثیل مسیح ہوں، میں مسیح موعود ہوں یعنی ابن مریم ہوں، مطلب یہ کہ میں ہی عیسیٰ ابن مریم ہوں اور پھر اس نے ۱۸۹۱ء میں اپنی ایک کتاب میں لکھا:

”میں آسمان سے اترا ہوں، ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔“

لیجئے! اب مرزا آسمان سے نازل ہوگیا، حالانکہ وہ چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا، چراغ بی بی کا گھریلو نام گھسیٹی تھا۔

اب لوگوں کی آنکھیں کھلیں، علمائے کرام چونکے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کس قسم کے دعوے ہیں؟ چنانچہ مرزا کی مخالفت شروع ہوگئی، اعتراضات شروع ہوئے لوگوں نے مرزا پر پہلا اعتراض یہ کیا کہ احادیث کی رو سے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو دو زرد رنگ کی چادریں اوڑھے ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے فوراً اس کا جواب گھڑ دیا، اس نے لکھا:

”میں ہمیشہ بیمار رہنے والا آدمی ہوں، وہ زرد رنگ کی دو چادریں جن کا ذکر احادیث میں ہے کہ ان میں مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے، دراصل دو بیماریاں ہیں، ایک چادر میرے اوپر کے حصے میں ہے کہ ہمیشہ سردرد، بے خوابی، تشنج، دل کی بیماری دورے کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر میرے نچلے بدن میں ہے وہ شوگر کی بیماری ہے مجھے اکثر سو سو مرتبہ ایک رات دن میں پیشاب آتا ہے۔“

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مرزا نے حدیث کے الفاظ سے کیا معنی گھڑے..... لیکن معاملہ یہاں تک نہیں رہا۔ ۱۸۹۱ء میں اس نے آخر کار نبوت کا دعویٰ کردیا۔ پہلی مرتبہ نبوت کا اعلان کرنے کے لئے کس طرح ڈرامہ رچایا گیا، ملاحظہ فرمائیں:

”مرزا کی مسجد میں مولوی عبدالکریم جمعہ کی نماز کا خطبہ دیا کرتا تھا، ایک جمعہ کے خطبے میں اس نے مرزا کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے۔ ان الفاظ کو سن کر لوگ حیران ہوکر تلملائے، خطبہ ختم ہوا، نماز ہوچکی تو لوگوں کے سامنے مولوی عبدالکریم نے مرزا کے کپڑے پکڑ کر کہا: جناب! اگر میں غلط ہوں اور میں نے غلط الفاظ منہ سے نکالے ہیں تو درست فرمائیں، اس پر مرزا اٹھ کھڑا ہوا اور بولا: ”مولوی صاحب! ہمارا بھی یہی مذہب ہے اور دعویٰ ہے جو آپ نے فرمایا ہے۔“

صاف ظاہر ہے کہ مرزا نے مولوی عبدالکریم کے منہ سے خود اپنی نبوت کا اعلان کروایا تھا، یہ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق ہوا تھا۔ اب نبوت کے دعویٰ کے بعد ضرورت تھی نبوت کا ثبوت پیش کرنے کی۔ مرزا نے یہ کام بھی بڑے انوکھے انداز سے کیا، لوگوں سے ایسے ایسے جھوٹ بولے کہ آسمان بھی شرما جائے۔

(جاری ہے)

قاری محمد امین عاجز کی رحلت

قاری محمد امین عاجز جمیل ٹاؤن لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں تھے۔ آپ نے لاہور کے استاذ القراء والمجودین مولانا قاری اظہار احمد تھانویؒ سے تجوید وقرأت پڑھی جمیل ٹاؤن میں خطیب اسلام مولانا محمد اجمل خانؒ نے ۱۹۷۸ء میں مدینہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور جمعہ کا آغاز حضرت خواجہ صاحبؒ کی دعا سے مولانا حق نواز جھنگویؒ کے خطاب سے ہوا۔ یوم تاسیس سے اب تک مسجد اہل حق کا مرکز چلی آرہی ہے۔ مولانا محمد امین عاجزؒ نے ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ بعدازاں مجلس کے زیر انتظام ناموس رسالت اور ختم نبوت کے حوالہ سے جتنی تحریکیں چلیں قاری صاحبؒ تمام تحریکوں میں پیش پیش رہے۔ سیاسی طور پر مولانا فضل الرحمن مدظلہ کے مویدین و مداحین میں سے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اپنے حلقہ کے امیر تھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی محمد یٰسین فاروقی تیسری مرتبہ کونسلر منتخب ہوئے ہیں۔ ان کے والد محترم جناب میاں رحیم بخشؒ حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کے مریدین میں سے تھے۔ اپنے ٹاؤن میں ایک چوک کا نام ختم نبوت چوک رکھوایا۔ میاں شہباز شریف کے وزارت عالیہ کے دور میں لاہور میں میٹرو ٹرین کا منصوبہ شروع ہوا اسکیم موڑ کے اسٹیشن کا نام دونوں بھائیوں کی مساعی جمیلہ سے ختم نبوت اسٹیشن رکھا گیا۔ ۶۴ سال عمر پائی۔ ہیپاٹائٹس سی اور بی کے مریض چلے آرہے تھے۔ یکم اور ۲؍دسمبر کی درمیانی شب دل کی حرکت بند ہونے سے رحلت فرماگئے، لاولد تھے۔ بھائی بہنوں اور بیوہ سمیت پسماندگان چھوڑے۔ اگلے دن ان کی نماز جنازہ ہوئی۔ امامت کے فرائض دارالعلوم الاسلامیہ کامران بلاک اقبال ٹاؤن لاہور کے استاذ الحدیث مولانا عبدالرحمن مدظلہ نے سرانجام دیئے۔ نماز جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور ایچ بلاک کے قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کئے گئے۔ مولانا عزیزالرحمن ثانی اور مولانا خالد محمود کی معیت میں جناب محمد یٰسین فاروقی کے ہاں تعزیت کے لئے حاضری ہوئی اور مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

ہمارے استاد مولانا رشید اشرف سیفی رحمۃ اللہ علیہ

ابن الحسن عباسی

دارالعلوم کراچی میں ہمارے ہردل عزیز استاد مولانا رشید اشرف صاحب اتوار شام مسافران آخرت میں شامل ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی جن کتابوں کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہے ان میں ان کے سنن ترمذی شریف کے درسی افادات پر مشتمل کتاب درس ترمذی ہے، سنن ترمذی شریف کی اردو شروح میں جو قبول عام اسے حاصل ہے، شاید ہی کسی اور شرح کو ہو... لاتعداد طلبہ وطالبات نے اس سے فائدہ اٹھایا اور اٹھا رہے ہیں، اس کے مرتب اور ہمارے ہردل عزیز استاد مولانا رشید اشرف صاحب گزشتہ چند روز سے شدید علیل ہیں، ان پر فالج کا اٹیک ہوا ہے اور ہسپتال میں داخل ہیں، استاد محترم گزشتہ چالیس سال سے دارالعلوم کراچی میں منصب تدریس کو آباد کیے ہوئے ہیں، اور چند سالوں سے دوسری کتابوں کے علاوہ دورہ حدیث میں ترمذی شریف کا اہم سبق بھی ان کے پاس ہے، بلاشبہ ان کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے، وہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے خواہرزادہ اور وفاق المدارس کی امتحانی کمیٹی کے رکن تھے۔

مولانا رشید اشرف صاحب ۱۹۵۷ء میں پیدا ہوئے، انیس سال کی عمر میں انہوں نے سند فراغت حاصل کی، ۱۹۷۶ء میں ان کا دارالعلوم کراچی میں بطور استاد تقرر ہوا، یہ آخری استاد تھے جن کا تقرر مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے کیا، اس طرح تقریباً ۴۵ سال انہوں نے دارالعلوم کراچی میں تدریسی، تصنیفی اور انتظامی خدمات انجام دیں۔

مولانا رشید اشرف صاحب سے ہم نے درجہ رابعہ میں مقامات حریری اور درجہ خامسہ میں قرآن کریم کے شروع کے دس پاروں کا ترجمہ پڑھا لیکن میرا ان سے خاص تعلق رہا، جو صرف درس گاہ تک محدود نہیں تھا، شروع میں ان کے کمرے اور بعد میں ان کے گھر آنا جانا لگا رہتا اور ان سے علمی اور تربیتی استفادہ جاری رہتا، وہ بڑے مرنجا مرنج اور شفیق استاذ تھے، علمی اور تحقیقی ذوق رکھتے تھے، ان سے طالب علمانہ علمی بحثیں ہوتیں، دوسرے لفظوں میں یوں کہیے ان کے تحقیقی ذوق کو آواز دینے کے لئے ہم کوئی بحث شروع کردیتے یا کوئی اشکال کردیتے، بس پھر کیا تھا۔ سبحان اللہ، ان کی طبیعت کھل جاتی اور جب تک سامنے والے سے مطمئن ہونے کا وہ اعتراف نہ کرالیتے، اس وقت تک وہ دلائل کے انبار لگاتے رہتے۔ وہ بہت ہی پرکشش انداز گفتگو کرتے اور جوں جوں بات بڑھتی، ان کی آواز کا ردھم بھی اسی طرح بڑھتا چلا جاتا، جو ایک خطیبانہ دل کش آہنگ پر جاکر ختم ہوتا۔

وہ اس زمانے میں کتابوں کی مختصر سی تجارت بھی کرتے تھے اور ہم ازراہ تفنن کہتے تھے کہ ''استاذ جی! آپ کتاب مہنگی بھی دیتے ہیں اور اس کے ساتھ بندہ سے یہ اعتراف بھی کراتے ہیں کہ یہ سستی ہے۔'' اس اعتراض کو وہ اپنے مخصوص طرز ادا سے بے جا قرار دیتے اور وہ طلبہ کو ہدیہ میں بھی بکثرت کتابیں دیتے تھے، درجہ رابعہ میں انہوں نے ہمیں سب سے پہلے عربی اردو کی مشہور قاموس ''المنجد'' دی تھی، یہ سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا۔

انہوں نے اپنے والد مولانا نور احمد صاحب کی سوانح ''متاع نور'' کے نام سے لکھی ہے، ان کے کہنے پر یہ مسودہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا جس پر حضرت نے بہت جاندار مضمون لکھا جو شامل کتاب ہے، اس زمانے میں میری کتاب ''متاع وقت'' چھپ گئی تھی، دونوں کتابوں کے نام میں لفظ ''متاع'' مشترک ہے۔ مولانا رشید اشرف صاحب سے ملاقات ہوئی، تو انہوں نے کھڑے کھڑے

اپنے اسی محققانہ طرز میں ''متاعِ نور'' کی پانچ چھ وجوہ تسمیہ بیان فرمادیں۔

مولانا نور احمد صاحب، مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کے خادم خاص اور داماد تھے، یہ اصل میں برما اراکان کے تھے، دیوبند میں حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں لگ گئے اور پھر ان کے گھر کا حصہ بن گئے، مولانا نور احمد صاحب ایک بڑے مہم جو انتھک عالم دین تھے، دارالعلوم کراچی کے قیام میں ان کی بڑی خدمات ہیں، اور وہ اس کے ناظم اول رہے ہیں، مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ کے دیگر کاموں میں وہ ان کے دست و بازو رہے، بعد میں انہوں نے ''ادارۃ القرآن'' کے نام سے اشاعتی ادارہ قائم کیا جو پاکستان کے مشہور کتب خانوں میں سے ایک ہے۔

جب ہم دارالعلوم کراچی میں داخل ہوئے، اس وقت مولانا رشید اشرف صاحب۔ وسطانی درجوں کے استاذ تھے اور ان کے علمی اور تحقیقی ذوق کا بڑا شہرہ تھا، اس زمانے میں کئی کتابوں کا تقریری امتحان ہوتا تھا، ان کے پاس کسی کتاب کا امتحان آتا تو طلبہ بڑے گھبرائے ہوئے ہوتے، ہم درجہ ثانیہ میں تھے، منطق کی کتاب ''ایساغوجی'' کا ششماہی امتحان ان کے پاس آیا، ان کے ہاں امتحان دینے کا یہ پہلا تجربہ تھا، واقعتا وہ بال کی کھال اتارتے تھے، انہوں نے ہمیں سو میں سے صرف ۱۷ نمبر دیئے جو جماعت میں سب سے زیادہ تھے۔

وہ اردو ادب کا بہت اعلیٰ ذوق رکھتے تھے، اپنے اساتذہ میں مولانا محمد تقی عثمانی صاحب سے بہت متاثر تھے، ان کے بھانجے بھی تھے، اس لئے اس زمانے میں حضرت کے علم و مطالعہ کی بہت ساری باتیں ہمیں ان ہی سے پتہ چلتی، وہ نسیم حجازی کے ناولوں کے بڑے مداح تھے، یہ ناول میں نے بھی پڑھ رکھے تھے، ان پر تبصرہ ہوتا، ایک بار ''قافلہ حجاز'' کی ایک عبارت دکھائی، فرمایا، حضرات صحابہ کرامؓ کا اس سے زیادہ خوبصورت تعارف نہیں ہوسکتا، وہ کہتے تھے ''قیصر و کسریٰ'' نسیم حجازی کا وہ ناول ہے جہاں آ کر بس اس نے قلم توڑ دیا۔ اس میں اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت اور اسلام کے بعد کے دور کی منظر کشی کر کے دونوں ادوار کا تقابل کرایا گیا ہے۔ میر انیس و دبیر کے مرثیوں کی سلاست اور اس کے ادبی معیار کے بھی وہ بڑے مداح تھے اور انہیں ان مرثیوں کے کئی کئی بند یاد تھے۔

مولانا رشید اشرف صاحب رحمہ اللہ نے ''البلاغ مفتی اعظم نمبر'' کے لئے مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ کے مشہور شاگردوں اور ان کی خدمات کے تعارف پر جو مقالہ لکھا ہے وہ بھی خوب ہے، اس میں مفتی صاحب کے تیس سے زائد ممتاز تلامذہ کا تعارف کرایا گیا ہے، اس مقالے کو اضافے کے ساتھ مستقل شائع کردیا جائے تو اہل علم کے لئے مفید رہے گا۔

وفاق المدارس کی مجلس عاملہ میں کچھ عرصہ قبل طے ہوا کہ دینی مدارس کے نظام تعلیم و تربیت، نظم امور اور ذمہ داریوں سے متعلق قواعد وضوابط کا ایک لائحہ عمل مرتب کیا جائے، تاکہ مدارس اس سے فائدہ اٹھاسکیں، اس کے لئے جن تین حضرات کا تقرر ہوا، ان میں ایک مولانا رشید اشرف صاحب بھی تھے، مولانا نے مدرسہ کے مالیاتی اور تربیتی نظام پر لکھا اور حسب عادت انتہائی محنت اور تحقیق سے انہوں نے اپنا حصہ مرتب کیا، بعد میں وفاق کی طرف سے یہ کام میرے حوالہ کیا گیا، وفاق المدارس کے ریکارڈ میں ان تین حضرات کے کام کے علاوہ اس موضوع پر اکابر علماء کے مرتب کردہ قواعد و ضوابط اور مضامین بھی موجود تھے، میرے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ ان سب تحریروں اور مضامین کو مرتب انداز میں کتابی شکل دے دی جائے، چنانچہ یہ کتاب الحمدللہ مرتب ہوگئی اور وفاق المدارس کے مرکزی دفتر سے ''مدارس وجامعات کا نظام تعلیم وتربیت'' کے نام سے گزشتہ سال شائع ہوچکی ہے۔

مولانا رشید اشرف صاحب نے اصلاح وتربیت کے حوالہ سے جو کچھ لکھا تھا، وہ بھی بہت عمدہ تھا، اس لئے اسے میں نے الگ مضمون کی صورت میں ماہنامہ وفاق المدارس میں شائع کروایا، اس موقع پر مولانا سے آخری بار تفصیلی گفتگو ہوئی، بہت خوش ہوئے، دعائیں دیں، یہ فالج کے پہلے حملے کے بعد کا دورانیہ تھا، ان کی آواز اور زبان میں اثر تھا لیکن روبہ صحت تھے، وہ اپنے معمولات نبھانے لگے تھے، دورہ حدیث میں گزشتہ بارہ تیرہ سال سے سنن ترمذی کا سبق ان کے پاس تھا اور مدرسہ البنات کا نظم بھی.... ابھی چندروز قبل وہ عمرے کے لئے گئے، واپسی ہوئی۔ ۲۵ر دسمبر ۲۰۱۸ء کو دوبارہ فالج کا حملہ ہوا، دماغ کی رگ پھٹی، بیہوش ہوئے، چندروز بے ہوش رہے اور پھر واپس نہیں آئے!!

(روزنامہ اسلام کراچی، ۳ر جنوری ۲۰۱۹ء)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

۲۸رنومبر کو بڑے عرصہ کے بعد سیدی و مرشدی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کی مجلس ذکر میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت والا نے آج کی مجلس میں درود شریف کے فضائل پر مختصر خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے سینکڑوں متعلقین کو ہر روز مختصر درود شریف ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کی دس تسبیحات پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ ابتداء میں ’’صلی اللہ علیٰ محمد‘‘ بعد ازاں ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ چند مرتبہ پڑھنے کے بعد صلی اللہ علیٰ محمد کی تسبیحات کم از کم دس ہوں۔ فوائد بیان کرتے ہوئے تین چیزیں ارشاد فرمائیں:

۱:... دنیاوی مقاصد جلد حاصل ہوں گے یعنی تمام کام سیدھے ہوجائیں گے۔ ۲:... مدینہ طیبہ کی حاضری جلد نصیب ہوگی۔ ۳:... اور خواب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ درود پاک کا عمل ایسا عظیم الشان عمل ہے جو ہر صورت قبول ہوتا ہے باقی اعمال کی کوئی گارنٹی نہیں۔

گیارہ بجے کے قریب حضرت والا سے اجازت لے کر چناب نگر چلے گئے اور رات کا آرام و قیام مدرسہ ختم نبوت چناب نگر میں رہا۔ مدرسہ کے اساتذہ کرام اور مبلغ ختم نبوت مولانا غلام مصطفیٰ سے بھی ملاقات ہوئی اور مجلس لاہور کے منیجر مولانا عزیز الرحمن ثانی کے ساتھ بھلوال کا سفر کیا۔ چناب نگر مدرسہ کے شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ کے حکم پر ’’تخصص فی الفقہ و ختم نبوت‘‘ کے شرکاء سے ۲۹ر نومبر کو تقریباً ایک گھنٹہ ’’عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت‘‘ قادیانیوں سے بنیادی اختلافات کیا ہیں؟‘‘ اس عنوان پر شرکاء کورس سے خطاب ہوا۔

چند سال قبل ختم نبوت کورس ایک سال کے لئے شروع کیا۔ گزشتہ سال ’’تخصص فی الفقہ‘‘ کی کلاس بھی شروع ہوئی۔ سال رواں کے آغاز میں دونوں کلاسوں کو اکٹھا کردیا گیا، تخصص کی کلاسوں کے انچارج مولانا رضوان العزیز کو مدرسہ میں مستقل استاذ کی حیثیت دے دی گئی اور انہیں دورۂ حدیث شریف سمیت بڑی کلاسوں کے طلبا کے اسباق میں سے بھی اسباق دیئے گئے۔

بھلوال میں ختم نبوت کانفرنس: مولانا محبوب الحسن طاہر جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور کے خطیب ہیں۔ نشاط کالونی لاہور کینٹ میں پرائیویٹ اسکول شروع کیا۔ اصلاحی تعلق خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کے ساتھ رہا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کی وفات کے بعد حضرت کے خلیفہ مولانا محب اللہ لورالائی مدظلہ بلوچستان سے تعلق جوڑا تو مرشد کے حکم سے لاہور میں قائم اسکول کا سلسلہ ختم کردیا اور حضرت مرشد کے حکم سے بھلوال سرگودھا میں مجلس کا یونٹ قائم کیا اور یونٹ کو فعال کیا۔ دریں اثنا بھلوال میں ایک کنال سے زیادہ قطعۂ اراضی خرید کر جامع مسجد خاتم النبیین کی بنیاد رکھی اور گزشتہ سال ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت کانفرنس کا بھلوال میں آغاز کیا۔

۲۹رنومبر کو دوسری سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت علاقہ کے بزرگ عالم دین مولانا محمد یعقوب احسن مدظلہ نے کی۔ تلاوت و نعت کی مقامی حضرات نے سعادت حاصل کی۔ شاعر ختم نبوت سید محمد امین گیلانی کے شاگرد رشید جناب فیصل بلال حسان نے اپنی پُرترنم آواز سے نعت کی سعادت حاصل کی، جس پر حاضرین نے داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے۔

مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد امجد خان لاہور، مولانا نور محمد ہزاروی کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس پُرجوش طریقہ سے تقریباً بارہ بجے رات تک جاری رہی۔

کانفرنس کی کامیابی کے لئے ڈاکٹر محمود الحسن، شیخ عبدالحکیم، رانا محمد عظیم، شیخ شیراز، محمد انصر، شیخ محمد عمیر، محمد شاہد، شیخ محمد عبداللہ، محمد فہیم مرزا، محمد شہباز و دیگر نے شب و روز محنت کی۔

جامع مسجد صدیق اکبر میں خطبۂ جمعہ: جامع مسجد صدیق اکبر المعروف میاں نگر والی خوشاب جس کے بانی مولانا محمد اسماعیل تھے۔ اب قاری سعید احمد اسعد، مولانا محمد جنید، مولانا محمد

عبداللہ اس کا نظم چلا رہے ہیں، جس کا تذکرہ کسی قریبی اشاعت میں آچکا ہے۔

خوشاب میں ختم نبوت کانفرنس: جناب مولانا محمد عدنان کی شب وروز محنت سے ۳۰؍نومبر کو محلہ توحید آباد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت قاری سعید احمد اسعد نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مفتی محمد زاہد نے سرانجام دیئے۔ مجلس احرار اسلام کے جنرل سیکریٹری حاجی عبداللطیف چیمہ، مولانا سعید احمد اسعد اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔ جناب ملک شہادت علی طاہر، جناب حسان حنیف رام پوری نے نظموں، نعتوں سے خوب سماں باندھا۔ کانفرنس ساڑھے گیارہ بجے رات تک جاری رہی۔

مدرسہ احیاء العلوم مظفرگڑھ میں ختم نبوت کورس: جامعہ کے مہتمم مولانا محمد عاصم کی دیرینہ خواہش تھی کہ جامعہ میں ’’ختم نبوت کورس‘‘ ہو تو یکم اور ۲؍دسمبر کو ظہر سے عصر تک کورس منعقد ہوا۔ مدرسہ احیاء العلوم کی تاریخ ایک سو سال سے بھی قدیم ہے۔ مولانا غلام حسین شاہؒ کی دعوت پر امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ مدرسہ کے افتتاح کے لئے تشریف لائے۔ اتفاق سے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ بھی مظفرگڑھ کے دورہ پر تشریف لائے ہوئے تھے، جب حضرت پیر صاحبؒ کو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب مدرسہ کے افتتاح کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں حضرت پیر صاحبؒ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ سب سے پہلا سبق حضرت امام العصرؒ مجھے پڑھا کر مدرسہ کا آغاز و افتتاح فرمائیں۔ اس طرح ۱۹۱۱ء میں مدرسہ احیاء العلوم کا مظفرگڑھ میں افتتاح ہوا۔ مولانا غلام حسین شاہؒ کے بعد مولانا غلام رسول محدث علی پوریؒ نے مدرسہ کا نظام سنبھالا ابتداً میں مدرسہ کا نام منبع العلوم تھا۔

مولانا غلام رسول محدث علی پوریؒ کی وفات کے بعد مولانا محمد عمر قریشیؒ نے اس کا نظم سنبھالا اور مدرسہ کا نام احیاء العلوم رکھا۔ مدرسہ ہر زمانہ میں اہل حق کی تحریکوں اور امیدوں کا مظہر رہا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت حضرت حسین احمد مدنیؒ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ، مولانا قائم الدین عباسیؒ، علامہ عبدالستار تونسویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، علامہ دوست محمد قریشیؒ سمیت اہل حق کے نامور علماء کرام اور مشائخ عظام نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔

۱۹۹۰ء تک مولانا محمد عمر قریشیؒ اس کے مہتمم رہے، ان کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد سالم قریشیؒ اس کے مہتمم رہے۔ دسمبر۲۰۱۶ء سے مولانا محمد عاصم قریشی مہتمم چلے آرہے ہیں۔ مولانا سید عبدالقادر آزادؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا حافظ خدا بخش کروڑی، مولانا محمد عمر قریشی کراچی یہاں کے تربیت یافتہ تھے۔

بنین و بنات میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہیں۔ مولانا محمد عاصم نوجوان عالم دین ہیں۔ ان کی کاوش سے دو روز تک ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور، اوصاف نبوت سمیت قادیانیوں سے متعلق موضوعات پر لیکچر ہوئے جس میں سینکڑوں طلبا اور عوام نے شرکت کی۔

مکی مسجد گوجرانوالہ میں ختم نبوت کورس: مکی مسجد ڈیوڑھا پھاٹک گوجرانوالہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ۱۹۶۵ء میں قادیانیوں نے اس علاقہ میں اپنے دجل وفریب کا مرکز بنانے کی کوشش کی اور اس علاقہ میں بہت سارے گھر بنائے اور اس پلاٹ پر بھی ان کی نظر تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں حکیم عبدالرحمن، چوہدری غلام نبی امرتسری اور دوسرے جماعتی رفقاء نے کوشش کرکے یہ پلاٹ مجلس کے نام خریدا اور ایک ہی رات میں مسجد کی چھت تک ڈال دی اور تعمیر کے بعد پہلی نماز مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے صبح کی پڑھائی اور اس طرح ایک مرکز اللہ پاک نے نصیب فرمایا اور ایک عرصہ تک یہ مجلس کا مرکز رہا اور کمیٹی بنا کر یہ مرکز کمیٹی کے سپرد کردیا۔ اس وقت مسجد کی خطابت جناب مولانا پروفیسر عبدالرحمن رحمانی سرانجام دیتے ہیں اور امامت کے فرائض جناب قاری محمد عمران سرانجام دے رہے ہیں۔ مسجد میں حفظ و ناظرہ کی تعلیم کا سلسلہ اچھے طریقے سے جاری ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۲تا ۴؍دسمبر کو سہ روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ جس میں کثیر مسلمانوں نے شرکت کی۔ آخری روز راقم الحروف کو مولانا مفتی غلام نبی، مولانا سید احمد حسین زید، مولانا محمد عارف شامی اور دیگر احباب کی معیت میں حاضری اور ’’اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی، حیات عیسیٰ علیہ السلام‘‘ کے عنوان پر سبق کا موقع ملا۔ مسجد میں کورس کے اختتام پر مجلس کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

جامع مسجد الہدیٰ بٹر میں درس قرآن: ۵؍نومبر کو مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد الہدیٰ

بڑ سیالکوٹ میں ناموس رسالت اور ختم نبوت کے عنوان پر درس قرآن کی تقریب جناب پیر شبیر احمد شاہ کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس کی کامیابی کے لئے مولانا عبدالباسط، جناب محمد اویس نے بھرپور محنت کی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور ناموس رسالت پر درس دیا۔

جامع مسجد امیر معاویہ میں ناموس رسالت کانفرنس: اس مسجد کے خطیب نوجوان عالم دین مولانا شہباز حنفی ہیں جو درس قرآن پاک دیتے ہیں۔ افتتاحی تقریب یا اختتامی تقریب یا کسی صورت کے اختتام پر کوئی نہ کوئی تقریب منعقد کرتے رہتے ہیں۔ سورۂ آل عمران کے اختتام پر انہوں نے حالات حاضرہ کو سامنے رکھتے ہوئے ڈویژنل مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر زید مجدہ کی مشاورت سے ناموس رسالت کے تحفظ کے عنوان پر کانفرنس کا اہتمام کیا۔ کانفرنس کی صدارت امیر شہر پیر شبیر احمد شاہ گیلانی نے کی۔ مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف شامی مبلغ گوجرانوالہ نے خصوصی شرکت کی۔ جامعہ فاروقیہ چوک امام صاحب سیالکوٹ کے مہتمم مولانا حماد انذر قاسمی سلمہ نے بھی شرکت کی سعادت حاصل کی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ناموس رسالت کے حوالہ سے تقریباً ایک گھنٹہ تک خطاب کیا، جس میں سینکڑوں حضرات نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہاتھ اٹھا کر وعدہ کیا۔

جامعہ فاروقیہ سیالکوٹ: جامعہ فاروقیہ کی بنیاد ۱۹۷۰ء کی دہائی میں مولانا محمد اسماعیلؒ نے رکھی۔ ابتداء میں حفظ و ناظرہ کی کلاس شروع ہوئی۔ مرحوم کے بعد مرحوم کے فرزند اکبر مولانا محمد انذر قاسمی شہید نے اسے ترقی دی۔ جہاں حفظ و ناظرہ کے علاوہ درجہ کتب کا بھی آغاز ہوا۔ جامعہ فاروقیہ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک محمد اسلم قریشی کی گمشدگی کے بعد ان کی بازیابی کے لئے شروع ہوئی، وہ وقت عجیب تھا۔ جناب پیر شبیر احمد شاہؒ، حافظ محمد عالمؒ مولانا محمد انذر قاسمیؒ، مولانا محمد نعیم آسیؒ نے ناسا عدحالات میں شروع کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے سیالکوٹ میں ڈیرے ڈال دیئے۔ جناب منظور الٰہی ملکؒ ایک دیوانۂ ختم نبوت تھے۔ انہوں نے سیالکوٹ میں دفتر قائم کیا اور جناب محمد اسلم قریشی کو انچارج مقرر کیا۔ جنرل محمد یحییٰ کے دور حکومت میں اسلم قریشی پریذیڈنٹ ہاؤس میں الیکٹریشن کی ڈیوٹی پر فائز تھے۔ مشہور قادیانی لیڈر ایم ایم احمد صدر کی مونچھ کا بال تھا۔ صدر یحییٰ ایران کے دورہ پر جانے لگے تو انہوں نے ایم ایم احمد کو قائم مقام صدر مقرر کیا۔ ایم ایم احمد اگلے دن قصر صدارت میں داخل ہوا تاکہ قائم مقام صدر کا اعزاز حاصل کر سکے تو جناب اسلم قریشی نے اس پر حملہ کیا، جس سے وہ مرا تو نہیں بلکہ زخمی ہو کر ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ قصر صدارت میں کرسی صدارت پر وہ ملعون براجمان نہ ہو سکا۔ اسلم قریشی گرفتار ہوا، مسلم لیگ کے چیئرمین جناب راجہ ظفر الحق ایڈووکیٹ نے کیس لڑا، مجلس نے بھرپور پیروی کی۔ اسلم قریشی کو عمر قید کی سزا ہوئی۔ جب جناب ذوالفقار علی بھٹو ملک کے صدر اور بعد میں وزیر اعظم بنے تو مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی سفارش سے اس کی سزا معاف ہوئی اور اسلم قریشی رہا ہو گئے۔ جناب منظور الٰہی ملک نے ڈار پلازہ میں دفتر بنایا تو مرکز کی اجازت کے بغیر از خود اسلم قریشی کو ناظم دفتر مقرر کیا۔ دریں اثنا اسلم قریشی نے تقریر بھی سیکھ لی اور غالباً ۱۹۸۳ء میں قریبی ایک قصبہ ’’معراج کے‘‘ میں جمعہ پڑھانے کے لئے گئے اور غائب کر دیئے گئے، تو مجلس نے اس کی بازیابی کے لئے تحریک چلائی۔ جناب اسلم قریشی کی بازیابی کے ساتھ قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی کا مطالبہ سرفہرست رہا۔ مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے جناب راجہ ظفر الحق کو مل کر صدر مملکت جناب محمد ضیاء الحق جنرل تک رسائی حاصل کی اور ۲۶؍ اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر مملکت نے تعزیراتِ پاکستان میں دفعہ نمبر ۲۹۸-سی کے نام سے آرڈی نینس جاری کیا، جس کی رو سے قادیانی گروہ کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اس آرڈی نینس کی رو سے قادیانی مرزا غلام احمد کو نبی اور علیہ السلام، اس کی بیوی کو ام المومنین اس کے جانشینوں کو امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین نہیں کہہ سکتے۔ اس آرڈی نینس کا باعث سیالکوٹ تھا اور سیالکوٹ کا جامعہ فاروقیہ تو ۶؍ دسمبر ۲۰۱۸ء کو صبح کی نماز کے بعد راقم نے جامعہ فاروقیہ میں بیان کیا۔ اس وقت جامعہ کا اہتمام مولانا انذر قاسمیؒ شہید کے فرزند ارجمند پروفیسر مولانا حماد انذر قاسمی سلمہ کے ہاتھوں میں ہے۔ ان کی استدعا پر راقم نے تحریک ۱۹۸۴ء میں جامعہ فاروقیہ اور اس کے مہتمم مولانا محمد انذر قاسمیؒ کے کردار پر روشنی ڈالی۔ جامعہ کے مہتمم مولانا حماد انذر قاسمی جبکہ سرپرست ان کے چچا قاری مصدق قاسمی مدظلہ ہیں۔ مدرسہ فاروقیہ پھالیہ میں ظہر کی نماز ادا کی۔ اس سے پہلے مولانا جان محمد مدظلہ کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ انوار العلوم

رانیکہ کی زیارت کی اوران سے دعائیں لیں اور اگلے سفر پر روانہ ہوگئے۔

چک نمبر ۱۲۷ جنوبی شاہین آباد: ملک عبدالغفار ڈوگر میرے رفیق سفر عبدالرزاق کے قدیم مہربان دوستوں میں سے ہیں۔ ان کے ایک عزیز جناب گلزار احمد ڈوگر کی شادی کی تقریب تھی اور ملک عبدالغفار ڈوگر کے اصرار پر شاہین آباد سرگودھا کے قریب چک نمبر ۱۲۷ جنوبی میں ۶ ردسمبر ۲۰۱۸ کو عشاء کی نماز کے بعد سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں شادی اوررحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی عنوان پر راقم اور مبلغ منڈی بہاؤالدین مولانا محمد قاسم سیوطی کے بیانات ہوئے۔ رات آرام وقیام دفتر ختم نبوت سرگودھا میں رہا۔

جامع مسجد عمر فاروق میں درس: جامع مسجد عمر فاروق ہمارے مرکز ختم نبوت اکیڈمی کے قریب اور ملحق واقع ہے۔ ختم نبوت اکیڈمی کے بانی ہمارے مخدوم مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ ہیں، جنہوں نے پرانی لکڑ منڈی کے علاقہ میں زمین حاصل کرکے دفتر اور اکیڈمی کی بنیاد رکھی دیکھتے ہی دیکھتے کوہ قامت عمارت کھڑی ہوگئی۔ مولانا طوفانی اسی سال سے زائد عمر کے ہونے کے باوجود متحرک اور فعال راہنما ہیں۔ مجلس کے مرکزی راہنماؤں اور مبلغین میں سے ہیں۔ ضعف وعوارض کے باوجود شب و روز مصروف و متحرک رہتے ہیں۔ ان کی تمام تر تگ ودو کا مرکز و محور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کی پُرامن تحریک ہے جب بھی ارباب اقتدار کی طرف سے یا کوئی لادین عنصر دین اسلام کے خلاف کوئی حرکت کرتا ہے۔ مولانا طوفانی خم ٹھونک کر میدان میں آجاتے ہیں۔ آپ نے سرگودھا میں خاتم النبیین ہارٹ کمپلیکس قائم کیا، جہاں دل کے مریضوں کو علاج معالجہ میں پچاس فیصد رعایت دی جاتی ہے۔ حال ہی میں آسیہ ملعونہ کی رہائی کے سلسلہ میں جہاں پورے ملک میں جلسے، جلوس، مظاہرے، ریلیاں اور ملین مارچ ہوئے تو زندہ دلان سرگودھا نے مولانا طوفانی اوران کے رفقاء کی قیادت میں بہت بڑا مظاہرہ کیا۔ اکیڈمی اور دفتر سے ملحق جامع مسجد عمر فاروق میں ناموس رسالت کے حوالہ سے آدھ گھنٹہ سے زائد ۷ردسمبر ۲۰۱۸ کی صبح کی نماز کے بعد راقم (محمد اسماعیل شجاع آبادی) کا بیان ہوا۔

دولت نگر میں خطبۂ جمعہ: ۷ ردسمبر کا جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد خلفاء راشدین دولت نگر میں ہوا۔ خطبہ جمعہ میں ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر گفتگو کی گئی۔ جمعۃ المبارک کے خطبہ کا اہتمام جناب مولانا قاری عمر فاروق نے کیا۔

مولانا اشفاق حسین پروفیسر جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فاضل اور علوم قدیم وجدید کا سنگم ہیں۔ ایک عرصہ تک مختلف کالجز میں استاذ رہ کر ریٹائر ہوئے۔ ایک مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتے ہیں اور بنین کے مدرسہ کا نظم چلا رہے ہیں۔ عصر کی نماز حضرت پروفیسر صاحب کے پاس پڑھی اور ان کی خیر وعافیت معلوم کرکے ان کی دعاؤں سے اگلے سفر پر روانہ ہوگئے۔

جامع مسجد صدیق اکبر میں خطاب: اسی روز مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد صدیق اکبر دینہ میں مولانا شجاع آبادی نے مغرب سے عشاء، عقیدۂ ناموس رسالت کے عنوان پر سیر حاصل گفتگو کی اور آپ نے بتلایا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے گستاخان رسول کی سزا سزائے موت مقرر فرمائی۔ مذکورہ بالا مسجد کے خطیب مولانا محمد ظفر حقانی ہیں جو رہائشی طور پر تو ضلع گوجرانوالہ و حافظ آباد سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل اور باہمت عالم دین ہیں۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ (جاری ہے)

REGD.SS 160

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی زندگی کے مختلف گوشوں کا

احاطہ کرتی ایک مختصر سوانح حیات

تذکرہ

شہیدِ اسلام
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہٗ

ترتیب: شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ضخامت: 407 صفحات رعایتی قیمت: 150 روپے

ملنے کا پتہ:

دفتر عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ایم اے جناح روڈ، کراچی

رابطہ نمبر: 0213-2780340 / 0213-2780337